



خصوصی شمارہ

# اللقاء المنتظر

محرم الحرام ١٤٢٥ھ

MRP Rs.15/-



حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:  
**مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ الْخَيْرَ قَذَفَ فِي قَلْبِهِ حُبَّ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحُبَّ زِيَارَتِهِ**  
 جب خداوند متعال کسی کو نیکی دینا چاہتا ہے اس کا دل امام حسین علیہ السلام کی محبت اور ان کی زیارت کی محبت سے  
 بھر دیتا ہے۔

(جامع احادیث الشیعہ، ج ۱۲، ص ۳۸۲)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا وَلَىَ الْعَضْرِ (ع) أَدْرِكْنَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عزاداری، قربت خداوندی کا بہترین ذریعہ

خداوند عالم نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اس عبادت کو انسان کی ترقی و مکال کا ذریعہ قرار دیا۔ انسان کا کمال مادی دنیا اور اس کے متعلقات سے بلند ہو کر خدا سے قریب ہونا ہے۔ روایتوں میں ہے کہ انسان نوافل کے ذریعہ خدا سے اس قدر قریب ہو جاتا ہے اور اتنا زیادہ پاکیزہ اور صاف ہو جاتا ہے کہ خدا کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کی زبان سے بولتا ہے اور اس کے کان سے سنتا ہے۔ یعنی وہ دیکھتا ہے جو خدا دکھانا چاہتا ہے اور جو خدا کو پسند ہے۔ اور زبان سے وہ باتیں نکلتی ہیں جو خدا کی مرضی کے مطابق ہوتی ہیں اور وہ گفتگو سنتا ہے جس میں خدا کی خوشنودی ہوتی ہے۔

اگر ہم اپنے آپ پر نظر کریں اور ذرا غور کریں کہ وہ کون سی چیز ہے جو رب الارباب کی بارگاہ میں پیش کر سکتے ہیں اور اس سے قربت حاصل کر سکتے ہیں۔

ایمان تمام اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ ایمان ہی کی بنیاد پر نجات ہوگی۔ جب ہم اپنے ایمان پر نظر کرتے ہیں تو ایمان کی علامتیں دور دور نظر نہیں آتی ہیں۔ عبادت کی طرف رغبت خدا کی نافرمانی سے نفرت ایمان کا کمترین درجہ ہے۔ روایت میں ہے کہ اگر کوئی گناہ کو دیکھے اور کم از کم دل سے نفرت نہ کرے اور وہ گناہ اس کو بری نہ لگے تو وہ مردہ ہے، زندہ نہیں ہے۔ کتنی گناہ ہیں جو ہمارے سامنے ہوتی رہتی ہیں مگر ہمیں ذرہ برابر بھی نفرت کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ دل اس سے کراہیت محسوس نہیں کرتا ہے۔ خوف کا عالم یہ ہے کہ ہم ہر چیز سے ڈرتے ہیں سوائے خدا کے۔ جب کہ خدار شاد فرماتا ہے:

”کیا وہ وقت نہیں آیا کہ صاحبان ایمان کے دل خدا کی یاد سے خوف زدہ ہوں۔“

(سورہ حدید، آیت ۱۶)

**اخلاق۔** جو اسلام کا امتیاز ہے، جس کی تکمیل کے لئے حضرت مرسل عظیم ﷺ مبعوث کے گئے تھے۔ جب اپنا جائزہ لیا تو اخلاق تو کہیں نظر نہیں آیا، ضد اخلاق با تیں جگہ بجگہ نظر آئیں۔

**اعمال۔** کو دیکھنا شروع کیا۔ اعمال کی صورتیں تو نظر آئیں لیکن جب قبولیت اعمال کی شرائط پر غور کیا تو مشتملگی سے سرجھ کنا پڑا۔ کیونکہ اعمال کی پہلی شرط نیت ہے اور نیت کے لئے خلوص ضروری ہے۔

خلوص کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ اعمال انجام دینے کے بعد نہ ستائش و تعریف کی توقع رہے اور نہ لوگوں کی ملامت و مذمت کا خوف۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ ہر عمل کے بعد لوگوں کی تعریف کا انتظار رہتا ہے۔

جگر گوشہ رسول دل پسند بتوں، نور نگاہ مرتضی، قوت باز و مجتبی حضرت سید الشہداء واروح العالمین لـ الغداء کی مصیبت میں دل کا متاثر ہونا، قلب کاغزد ہونا، آنکھوں کا بھر آنا۔

اس نعمت پر جب غور کیا یہ بھی اپنی حاصل کردہ نہیں ہے، خدا کی عطا کردہ ہے۔ خود معصوم کا قول ہے ”ہمارے شیعہ ہماری فاضل طینت سے غمزدہ ہوتے ہیں۔“

سید الشہداء علیہم السلام کے غم میں نکلنے والے آنسو بظاہر پانی کا ایک قطرہ ہیں مگر ارتباٹ کا وہ مستحکم ذریعہ ہیں جو انسان کو حربناکر پوری طرح تبدیل کر دیتے ہیں۔ ایمان، اخلاق، اعمال سب میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔

عزیزان گرامی، اس ربطِ غم کی حفاظت کریں، اس چراغ کی لو کو مد ہم ہونے نہ دیں، خدا سے دعا کریں کہ دلوں میں امام حسین علیہ السلام کی محبت کی گرمی بڑھتی ہی رہے۔

یہ وہ عظیم مصیبت ہے جس میں ساری کائنات، زمین آسمان، اہل زمین و اہل آسمان، ملائکہ، انبیاء، مسلمین، اولیاء، اوصیاء، شہداء، صدیقین، صالحین سب غمزدہ ہیں، سب ہی اشکبار ہیں۔

آئیے حضرت امام حسین علیہ السلام کے عزیز ترین فرزند، صاحب

اس صورت حال میں کس چیز کے ذریعہ خدا سے قربت حاصل کی جائے اور کس طرح نجات کے اسباب فراہم کئے جائیں۔ اس فکر میں اپنے وجود کا جائزہ لے رہا تھا۔ دل کو ٹوٹ کر دیکھ رہا تھا۔ ماہیوی کے بادل گھرے ہوتے جا رہے تھے۔ نامیدی کی سرحدیں قریب ہوتی جا رہی تھیں کہ دل کی دنیا میں ایک روشنی نظر آئی امید بر آئی۔ یہ روشنی محمد وآل محمد علیہم السلام کی محبت و ولایت کی روشنی تھی۔ دل نے اہل بیت علیہم السلام کی خوشی میں خوش ہو کر اور ان کے غم میں غمزدہ ہو کر اس روشنی کے وجود کی تصدیق کر دی۔

لیکن سوال یہ تھا کہ محبت و مودت صرف زبانی اقرار کا نام تو نہیں ہے۔ محبت تو محب میں محبوب کا رنگ دیکھنا چاہتی ہے۔ محبت پیروی اور قربانی کا تقاضا کرتی ہے۔ ہم نے کن کن باتوں پر اہل بیت علیہم السلام کی اقتداء اور پیروی کی ہے؟ جس قدر تلاش کرتے گئے شرمندگی کا احساس بڑھتا گیا۔

ہاں قربت خداوندی کا ایک نہایت اہم وسیله نظر آیا جس کا فائدہ عظیم تھا اور ثواب کثیر تھا۔ شرائط آسان تھے اور فوائد لا محدود تھے۔ اس میں نیت بھی خالص تھی، جذبہ بھی پاک تھا، صلحہ و تاشیش کی تمنا نہ تھی، ملامت و نذمت کا خوف نہ تھا۔ وہ تھا سردار جوانان جنت،

## فہرست

۱.....	عزاداری قربت خداوندی کا بہترین ذریعہ
۲.....	اڑات زیارت امام حسین علیہ السلام۔ اختصار سے جنت تک
۱۶.....	عزاداری ایک غاموش جہاد
۲۱.....	ثانی زہرا شریکہ احسین سلام اللہ علیہما کے بعض القاب
۲۶.....	ذرہ ذرہ عزادار سید الشہداء علیہ السلام
۳۳.....	اصحاب امام حسین علیہ السلام کا رجس اور ان کی شہادت

داسیں اور بائیکیں دیکھنے لگے نگاہیں خیموں پر لگی ہوئی تھیں  
اس حالت میں آپ کا ذوالجناح سنانی لے کر خیمہ تک آیا  
جب عورتوں نے دیکھا کہ ذوالجناح خالی ہے زین ڈھلی  
ہوئی ہے

روتی پیٹتی خیمے سے باہر لکیں۔ آپ کے مقتل کے قریب  
آئیں

شر آپ کے سینہ پر بیٹھا ہوا تھا  
اس کی تلوار آپ کے گلے پر تھی  
آپ کی ریش مقدس اس کے ہاتھوں میں تھی  
وہ آپ کو ذبح کر رہا تھا  
اور آپ کے اہل حرم حضرت سے دیکھ رہے تھے  
آپ کی سانس رک گئی  
سر نیزہ پر بلند ہو گیا۔  
اہل حرم اسیر کرنے لئے گئے  
زنجروں میں قید کرنے لئے گئے

(زیارت ناجیہ)

خدایا تو نے اہل بیت علیہ السلام کو جو منزلت و رفت اعطاؤ کی تھی جن  
لوگوں نے اس طرح کے ظلم و ستم کے لئے زمین ہموار کی اور جن لوگوں  
نے ان مظالم کے لئے ساتھ دیا یادے رہے ہیں ان سب پر اپنی بے  
پناہ لعنت و غضب نازل فرم اور ث حسین علیہ السلام کے ظہور میں تعجب فرم  
اور ہم سب کو ان کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کا انتقام لینے کی توفیق  
کرامت فرم۔ آمین

عزاء، وارث غم سید الشہداء حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زبان سے اُن  
سے جد بزرگوار کا مرثیہ سنیں اور ان کی خدمت میں ان کے جد بزرگوار  
کی تعزیت پیش کریں۔

سلام ہواں داڑھی پر جو خون سے نگین کی گئی

سلام ہو خاک آلودہ رخساروں پر

سلام ہواں بدن پر جس سے لباس چھین لیا گیا

سلام ہوان ہوتوں پر جن پر چھڑی ماری گئی

سلام ہواں سر پر جو نیزہ پر بلند کیا گیا

سلام ہوان جسموں پر جو میدان میں بلا کفن پڑے رہے  
گرچاں وقت دنیا میں نہ ہونے کی بنا پر آپ کی مدنہ کر  
سکا اور آپ کے دشمنوں سے جنگ و قتال نہ کر سکا

اب میں آپ پر روؤں گا اور صبح و شام گریے کروں گا  
آنسوؤں کے بد لے خون بہاؤں گا ظالموں نے آپ کو  
ہر طرف سے گھیر لیا تھا ہر ایک زخم لگا رہا تھا

آپ اور آپ کے اہل حرم کے درمیان دشمن کی فوج تھی  
آپ کا کوئی ناصر و مددگار نہ تھا

آپ صبر کر رہے تھے اور  
اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی طرف سے دفاع کر رہے  
تھے

یہاں تک کہ ظالموں نے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا

آپ زخموں سے چور چور زمین پر آئے  
گھوڑوں کی ٹالپوں سے آپ کو روندا گیا

دشمنوں نے آپ پر حملہ کیا

موت کا پسینہ پیشانی پر آیا سانس رکنے لگی۔ آپ اپنے

## اثرات زیارت امام حسین علیہ السلام - احتضار سے جنت تک

دیا ہے تو قیامت کا انکار دراصل خدا کی بات کا انکار ہے۔ خدا کی بات کا انکار کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ توحید کمکل نہیں ہے۔

اسی طرح جب خدا نے انبیا علیہم السلام کو اپنا نامانندہ بنا کر لوگوں کی ہدایت کے واسطے معموٹ فرمایا اور ان کی صداقت کی دلیلیں بھی ان کے ہمراہ نازل کیں اور انبیا علیہم السلام نے اپنی نبوت کے ثبوت میں روشن بینات پیش کئے اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ خدا کے بھیجھے ہوئے ہیں اس صورت میں نبوت کو تسلیم نہ کرنا کیا خدا کے قول کی تکذیب نہیں ہے؟

اگر کوئی شخص نبی کی نبوت پر مکمل ایمان رکھتا ہے اور ان کے قول کو خدا کا قول اور ان کے حکم کو خدا کا حکم سمجھتا ہے، تو پھر اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معین کردہ جانشین کو تسلیم نہ کرنا کیا خدا رسول کی تکذیب نہیں ہے؟ کیا اس صورت میں نبوت کا عقیدہ مکمل قرار دیا جاسکتا ہے؟

محض یہ کہ توحید کا لازمہ قیامت، توحید و قیامت کا لازمہ نبوت، توحید، قیامت اور نبوت کا لازمہ امامت اور عدل ہے۔ اگر کوئی امامت کا قائل نہیں ہے تو نہ اس کی توحید کمکل ہے نہ قیامت پر ایمان درست ہے نہ نبوت پر اعتقاد برقرار ہے۔ ان تمام عقائد پر پورا پورا یقین رکھنا ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اگر کوئی زکات ادا نہ کرے تو اس نے حکم نماز کی تکمیل نہیں کی ہے۔ نماز اس کو واپس کر دی جائے گی اور اس طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح پرانا کپڑا لپیٹ دیا

گذشتہ مضمون میں ”زار حضرت امام حسین علیہ السلام“ ارادہ زیارت سے وطن واپسی تک“ کے عنوان سے بعض باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرچکے ہیں۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کریں گے کہ میدان قیامت میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والوں کا کیا مرتبہ ہوگا۔ ہو سکتا ہے بعض لوگوں کی نظرؤں میں یہ خیال آئے کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ چند لمحات کی زیارت اور اس کے بے پناہ اثرات؟

یہ خیال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ ہم ہر چیز کو صرف مادی پہلو سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اگر دین مقدس اسلام کی تعلیمات کو پیش نظر کھیل تو کبھی بھی یہ سوال ذہنوں میں نہیں ابھرے گا۔

اسلامی عقائد ایک دوسرے کے ساتھ زنجیر کی طرح وابستہ ہیں۔ یعنی ایک عقیدہ اسی صورت میں نجات کا سبب قرار پائے گا جب دوسرے عقائد اس کے ساتھ ہوں عقیدہ توحید اسی وقت مفید ثابت ہوگا جب اس کے ساتھ قیامت کا عقیدہ بھی ہو۔ قیامت کا عقیدہ اس وقت نجات کا سبب ہوگا جب نبوت کا عقیدہ اس کے ہمراہ ہو۔ نبوت کا عقیدہ اس وقت گمراہی سے نجات دلائے گا جب امامت کا عقیدہ ہمراہ ہو۔ امامت کے ساتھ عدل خداوندی کا عقیدہ ضروری ہے۔

اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ ”عقیدہ توحید کی تکمیل کے لئے بقیہ عقائد ضروری نہیں ہیں ہے لہذا اگر ایک شخص پوری طرح موحد ہو اور قیامت و نبوت پر اعتقاد نہ رکھے تو اس میں کوئی نقص نہیں پایا جاتا۔“ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کیونکہ عقیدہ توحید کا لازمہ یہ ہے کہ وہ خدا کی تمام باتوں پر یقین رکھتا ہو۔ اور اس کے سامنے پوری طرح تسلیم ہو۔ جب خدا نے بار بار قیامت کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی آمد کو یقین قرار

ہوئے ہیں۔ مشرق، مغرب، جنوب، شمال ہر طرف ملائکہ ہی ملائکہ ہیں۔ اس بندے کے اعمال کے فرشتے اور ان اعمال کو لانے والے فرشتے کہہ رہے ہیں آسمان کے دروازے کیوں نہیں کھل رہے ہیں تاکہ ہم اس شہید کے اعمال لے کر حاضر ہوں۔ خدا حکم دیتا ہے اور دروازے کھل جاتے ہیں۔ پھر ایک آواز آتی ہے اے فرشتوں اگر تم داخل ہو سکتے ہو تو ضرور داخل ہوں لیکن یہ فرشتے اعمال کو اٹھا ہی نہیں پا رہے ہیں۔

فرشتے عرض کرتے ہیں ہم ان اعمال کو اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔ خدا کی طرف سے آواز آتی ہے، اے فرشتوں تم ان اعمال کو اٹھا کرو پر نہیں لاسکتے ہو۔ ان اعمال کو اوپر لے جانے کے لئے وسیلہ اور سواری چاہئے تا کہ یہ اعمال آسمان تک پہنچیں اور جنت میں جگہ پائیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار وہ سواری کیا ہے؟

خدا فرماتا ہے: اے فرشتوں کم کن چیزوں کو اٹھا کر لائے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں تیری توحید، تیرے نبی پر ایمان۔ خدا فرماتا ہے، ان چیزوں کی سواری میرے نبی کے بھائی علی کی ولایت اور ائمہ طاہرین کی ولایت ہے۔ یہی چیز ان اعمال کو جنت تک پہنچائے گی۔

فرشتے اس کے اعمال پر نظر کرتے ہیں لیکن ان میں علی ﷺ اور ان کی پاکیزہ اولاد کی ولایت نظر نہیں آتی ہے اور نہ ان کے دشمنوں سے دشمنی نظر آتی ہے۔

خدا ان اعمال کے لانے والے فرشتوں سے کہتا ہے، ان اعمال کو یہاں سے لے جاؤ اور میرے فرشتوں اپنے

جاتا ہے۔ نماز اس کے منہ پر مار دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا اے بندہ خدا زکات کے بغیر تم نماز سے کیا چاہتے ہو؟

یہ سن کر اصحاب نے کہا، خدا کی قسم اس شخص کی حالت کس قدر خراب و برباد ہے۔

حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

”کیا میں اس سے بھی زیادہ خراب و برباد شخص کے بارے میں بیان نہ کروں؟“

اصحاب نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ضرور بیان فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”ایک شخص نے جہاد میں شرکت کی اور حرم کر لڑتے ہوئے میدان میں مارا گیا۔ حوروں کو اس کی شہادت کی خبر ملی، جنت کے دربانوں نے اس کی روح کی آمد کی خبر سنی، زمین کے فرشتوں کو حوروں کے اتنے اور جنت کے دربانوں کے آنے کی خبر بھی دیدی گئی۔ تاہم ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں آیا۔ اس مقتول کے گرد موجود زمین فرشتوں نے کہا، کیا ہوا بھی تک حوریں نہیں آئیں، جنت کے دربان بھی نہیں آئے؟ ساتویں آسمان کی بلندی سے آواز دی گئی اے فرشتوں آسمان کی بلندیوں کی طرف دیکھو۔“

فرشتے نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اس بندہ کا عقیدہ توحید، رسول خدا پر ایمان، نماز، زکات، صدقات اور جملہ نیک اعمال آسمان کے نیچے روک دیئے گئے ہیں۔ سارے اعمال ایک عظیم قافلہ کی طرح بھرے

اس طرح کی بے شمار روایتیں ہیں جس سے باقاعدہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی ولایت، امامت، محبت اور ان کے دشمنوں سے نفرت کے بغیر کوئی بھی عقیدہ اور کوئی بھی عمل خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔ اس طرح کے لوگوں کا ٹھکانہ جنت کے بجائے جہنم میں ہوگا۔

انہر مخصوصین علیہم السلام اور خاص کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت اس ولایت و محبت کا عملی اظہار ہے۔ چونکہ سارا دارو مدار ولایت و محبت پر ہے اور یہ زیارتیں اس ولایت و محبت کو ثبات و دوام عطا کرتی ہیں۔ لہذا زیارت کے ذریعہ زائر اور امام کے درمیان ایک قلبی رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ الفاظ زیارت اس قلبی رشتہ کو اظہار ہیں۔ زیارت کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ رابطہ صرف جذباتی رابط نہیں ہے۔ یہ رابطہ معرفت کا رابطہ ہے یعنی یہ رابطہ اس ذات اقدس سے ہے جس کو خدا نے اپنا نمائندہ قرار دیا ہے اور ساری کائنات کو جس کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ انسان کے علاوہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کا فرمانبردار ہے۔ لیکن ظالم و جاہل انسان نے ان کو اس طرح قتل کیا جس طرح جانوروں کو بھی قتل نہیں کیا جاتا۔

یہ ظلم کائنات میں خدا کے نمائندہ پر ظلم ہے۔ دراصل خدا پر ظلم ہے۔ زیارت مظلوم کے ساتھ مخلصانہ ہمدردی اور ظالم سے آگاہانہ نفرت و بیزاری ہے۔

زیارت امام کی ذات کے علاوہ ان کے دین اور ان کے طریقے، ان کے اخلاق سے رابطہ ہے۔ اس زیارت میں امام کے دشمنوں اور دشمنوں سے ان کے تمام عقائد، افکار، اعمال، اخلاق سے بیزاری ہے۔

آئیے دیکھیں قیامت اور اس کے بعد کے مرحلے میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کی کیا کیا منزلیں ہوں گی۔ یہ

مراکز میں ان کو جمع کرادو۔ جو اس کا سزاوار ہے وہ اس کو لے جائے گا اور جہاں کے تقدار ہوں گے وہاں رکھ دے گا۔

یہ فرشتے ان اعمال کو متعلقہ مراکز تک پہنچادیں گے۔ پھر خدا کی آواز آئے گی، اے جہنم کے شعلوں، ان اعمال کو لے لو اور جہنم میں ڈال دو۔ اس لئے کہ ان کا عمل کرنے والا ان اعمال کی سواری علی اور ان کی پاکیزہ اولاد کی ولایت و محبت کو لے کر نہیں آیا ہے۔ فرشتے ان اعمال کو لے کر جائیں گے۔ یہی اعمال اس شخص کے لئے بلا اور مصیبہ بن جائیں گے۔ اس لئے کہ یہ شخص حضرت علی علیہ السلام اور ان کی پاکیزہ اولاد کی محبت و ولایت کو لے کر نہیں آیا ہے۔

پھر یہ اعمال حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت اور ان کے دشمنوں سے دوستی کو آواز دیں گے۔ خدا کوئے اور چیل کی طرح ایک سیاہ صورت کو ان پر مسلط کر دے گا۔ اس سیاہ صورت کے دہن سے آگ نکلے گی اور اس کے سارے اعمال بر باد ہو جائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں سے دوستی اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار باقی رہ جائے گا جو اس کو جہنم کی بدترین جگہ پر پہنچادے گا۔ اس کے تمام اعمال بر باد ہو جائیں گے اور اس کے گناہ بہت زیادہ ہوں گے۔

یہ ہے وہ شخص جس کی حالت زکات نہ دیئے والے سے زیادہ خراب و بر باد ہے۔“

(تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام، ص ۶۷-۶۹، مسدر ک

الوسائل، ج ۱، ص ۱۶۳، ح ۲۰)

سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ منزلیں اس کے لئے آسان ہو جائیں اس کو چاہیے امام حسین علیہ السلام کی زیارت زیادہ سے زیادہ کرے۔ کیونکہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے۔

(بخار الانوار، جلد ۱، ص ۷۷، کامل الزیارات ص ۱۵۰)

### جناب زہر اسلام اللہ علیہا تشریف لاتی ہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے:

حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند حسین کے قبر کی زیارت کرنے والے کے پاس تشریف لاتی ہیں اور ان کے لئے طلب مغفرت کرتی ہیں جس کی بنا پر ان کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(کامل الزیارات، ص ۱۱۸)

وہ حضرات جن کے درکی خدمت پر ملائکہ فخر کریں، وہ حضرات زائر کی ملاقات کو آئیں اور ان کے لئے طلب مغفرت کریں واقعاً کس قدر عظیم سعادت ہے۔

امام حسین علیہ السلام تشریف لاتے ہیں:

علی بن محمد کا بیان ہے میں ہر مہینہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا تھا۔ پھر میری عمر ہو گئی کمزوری آگئی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ زیارت کو نہ جاسکا۔ پھر ایک دفعہ پیدل زیارت کو روانہ ہوا۔ چند دنوں میں پہنچا۔ زیارت کی نماز پڑھی اور سو گیا۔ خواب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ قبر سے باہر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرمایا تم نے مجھ پر اتنی جفا کیوں کی تم تو میرے لئے نیک

بات بھی ذہن میں رہے کہ روایتوں میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ صرف ہماری عقل و فہم واستعداد کے مطابق ہے۔ ورنہ حقیقی منزوں کو خدا اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد آئیے دیکھیں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کی میدان قیامت میں کیا شان و شوکت ہو گی۔ ظاہر ہے یہ باقی صرف وہی حضرات بتا سکتے ہیں جن کی نظریں دنیا و آخرت پر یکساں ہیں۔ قیامت کے مناظران کے سامنے اسی طرح واضح ہیں جس طرح سامنے بیٹھا ہوا آدمی۔ گذشتہ مضمون میں اس طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ احترام و اکرام کا سلسلہ تو اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب زائر زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ لوگ ایک مرتبہ کے ملاقاتی کو بہت زیادہ یاد نہیں رکھتے ہیں اور ہر وقت اس کا خیال و لحاظ نہیں رکھتے ہیں لیکن یہ اہل بیت اطہار علیہ السلام کی شان کرم اور غلام نوازی ہے کہ جس نے ایک مرتبہ ان کی زیارت کی اور ایک مرتبہ ان کی معرفت کے ساتھ ان کی ملاقات کو چلا گیا وہ زندگی کے ہر مرحلہ میں اس کو نہ صرف یاد رکھتے ہیں بلکہ اس کی مشکلین حل کرتے رہتے ہیں۔

### ۱۔ سکرات و احتصار میں آسانی

کہتے ہیں جب جسم سے روح نکلتی ہے تو بڑی ہی سخت منزل ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ خاردار درخت پر ریشمی کپڑا ڈال کر کھینچا جائے اور اس کا تار تار الگ الگ ہو جائے۔ ایک طرف قبض روح کی سختیاں دوسری طرف اعزاء و اقرباً دوست و احباب کی جدائی۔ لیکن زائر کے لئے یہ سب منزلیں ان معصومین علیہ السلام کی برکتوں سے آسان ہو جاتی ہیں۔

جو شخص سکرات موت اور قیامت کے دردناک منظروں

## فشار قبر سے نجات نصیب ہوتی ہے

اگر ہمیں کوئی ذرا سی چٹکی کاٹ لے یا ہمارا ہاتھ یا کوئی ایک انگلی دروازے سے دب جائے تو کس قدر درد ہوتا ہے اور اس کے اثرات کب تک باقی رہتے ہیں۔ فشار قبر یعنی دونوں دیواروں کا آپس میں مل جانا۔ جب دونوں دیواریں آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گی تو درمیاں میں میت کی حالت کیا ہوگی۔ ہم سب کو ایک دن مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے۔ اگر یہ فشار ہمارے ساتھ ہو اور یہ فرض کریں وہ میت ہم خود ہیں تو فشار قبر کس قدر دردناک ہو گا جب پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔ صرف تصور سے رو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ واقعی درد کا کیا پوچھنا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت یہاں بھی مشکل کو حل کرتی ہے اور فشار قبر سے نجات کا سبب قرار پاتی ہے۔

حضرت محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے:

”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر اقدس کی زیارت“ کا کیا ثواب ہے تو لوگ اس کے شوق میں مر جائیں، حسرتوں سے سانس اکھڑ جائے۔

راوی نے دریافت کیا، کس قدر رثا ب ہے؟ فرمایا:  
جو شوق سے زیارت کو جائے گا خداوند متعال اس کو ایک ہزار قبول شدہ حج، ایک ہزار نیک عمرے، شہداء بد رجیسے ایک ہزار شہیدوں کا ثواب، ایک ہزار روزے داروں کا ثواب، ایک ہزار قبول شدہ صدقات کا ثواب، خدا کی خوشنودی کی خاطر ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب دے گا، وہ ایک سال تک آفتوں سے محفوظ رہے گا جس میں کمترین آفت شیطان ہے، خدا اس کے لئے ایک محترم فرشتہ کو معین کرے گا جو آگے پیچھے داہنے باجیں اوپر پیچے اس کی حفاظت کرے گا۔ اگر اس سال اس کا

تھے؟ عرض کیا مولا، اب کمزور ہو گیا ہوں، بوڑھا ہو گیا ہوں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ سے روایت نقل ہوئی ہے یہ روایت آپ کی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہوں۔ امام نے فرمایا: بیان کرو۔

عرض کیا: آپ کی طرف سے یہ روایت نقل ہوئی ہے جس نے اپنی زندگی میں میری زیارت کی اس کے انتقال کے بعد میں اس کی زیارت کروں گا۔ ”فرمایا: “ہاں... اگر وہ جہنم میں تو اس کو وہاں سے نکال لاوں گا۔“

(بخار الانوار، جلد ۱، ص ۱۶)

بزرگ علماء نے اس ذیل میں فرمایا ہے، ہو سکتا ہے امام حسین علیہ السلام کی یہ آمد موت کے وقت ہو یا قبر میں رکھنے کے وقت ہو۔

جب قبر میں انسان اکیلا ہو گا۔ غربت کا عالم ہو گا۔ طرح طرح کے خطرات کا دھڑکا ہو گا۔ وحشت و اضطراب کا عالم ہو گا۔ کوئی ملاقات کو آنے والا نہ ہو گا۔ اگر کوئی آیا بھی تو قبر کے باہر فاصلہ سے زیارت کرے گا فاتحہ پڑھے گا۔ عزیز ترین فرد بھی قبر میں اس کا ساتھی نہ ہو گا لیکن جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہوگی، حضرت امام حسین علیہ السلام اس کی زیارت کو تشریف لائیں گے۔ امام حسین علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد پھر کوئی وحشت و اضطراب باقی نہ رہ جائے گا۔ جب امام حسین علیہ السلام اپنے زائر سے فرمائیں گے ”السلام علیک“، تو کون سی تکلیف ہو گی جو دور نہ ہو گی اور کون سی راحت ہو گی جو نصیب نہ ہو گی۔

اس کرامت و سعادت کے بعد کون ہے جو امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں ذرا بھی کوتا ہی سے کام لے!

جناب جون کو وہ نور اور عطر ملا جس سے پورا میدان منور و معطر تھا۔ اور یہ سب کیوں۔ امام حسین علیہ السلام خدا کے نور سے ہیں مرکز نور ہیں جو ان سے متسلک ہو جائے گا وہ بھی نورانی ہو جائے گا۔

### لواء محمد کے سایہ میں ہوں گے

خداوند عالم نے محمد و آل محمد علیہما السلام کو بے پناہ مراتب و درجات عطا فرمائے ہیں۔ ان میں ایک اہم عظمت و بلندتر لواء محمد ہے۔ یہ ایسا پرچم ہے جس کے ۷۰ پھریرے ہیں اور ایک پھریرے کی وسعت چاند سورج سے زیادہ ہے۔ یہ پرچم خدا کی طرف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جائے گا اور آنحضرت اپنے علمدار حضرت علی بن طالب علیہ السلام کو عطا کریں گے۔ اول سے آخر تک تمام انبیاء اور اوصیاء اس پرچم کے زیر سایہ ہوں گے۔

(حق لیقین، علامہ مجلسی، ص ۲۵۰)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے: ”قیامت میں ایک منادی ندادے گا۔ امام حسین علیہ السلام کے زائرین کہاں ہیں؟ اتنے لوگ سامنے آئیں گے جن کو خدا کے علاوہ کوئی اور شان نہیں کر سکتا ہے۔ ان لوگوں سے دریافت کیا جائے گا：“

امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت سے تم کیا چاہتے تھے؟ وہ عرض کریں گے، ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، حضرت علی و فاطمہ علیہما السلام کی محبت میں زیارت کی، ان پر ڈھائے گئے مظالم کے بدله میں ان پر طلب رحمت کیلئے۔ جواب ملے گا۔ یہ ہیں محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین

انتقال ہو جائے تو رحمت کے فرشتے اس کے غسل و کفن میں شریک ہوتے ہیں، اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اس کی قبر تک اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہوئے تشیع جنازہ کرتے ہیں، حدگاہ تک اس کی قبر کشادہ اور وسیع ہو جاتی ہے۔ اور خدا اس کو فشار قبر سے امان عطا کرتا ہے اور منکر نکیر اس کے لئے خوف و ترس کا سبب نہیں بنتے ہیں، اس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور قیامت میں اس کو ایسا نور عطا کیا جائے گا جس سے مشرق و مغرب روشن ہو جائیں گے اور ایک منادی ندادے گا یہ ہے شوق سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والا زائر کا۔ اس وقت قیامت میں بھی کوئی ایسا نہ ہوگا جو یہ تمثیل کرے کاش وہ بھی امام حسین علیہ السلام کا زائر ہوتا۔“

(بخار الانوار، جلد ۱۰، ص ۱۸، کامل الزیارات ص ۱۳۳)

اس گرفتار روایت میں فشار قبر سے نجات کے ساتھ ساتھ منکر و نکیر کے خوف سے بھی محفوظ و مامون رہنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کے رعب و خوف کی بنابرائے منکر و نکیر کہا جاتا ہے۔

### میدان قیامت اس کے نور سے منور ہو جائے گا

اس مذکورہ روایت میں یہ تذکرہ بھی ملتا ہے۔ میدان قیامت میں امام حسین علیہ السلام کا زائر کس قدر نورانی ہوگا، اس کے نور سے مشرق و مغرب منور ہوں گے۔ نہ صرف مشرق و مغرب منور ہوں گے بلکہ ایک خاص ملک میدان قیامت میں اس کا تعارف بھی کرائے گا اور زائر کی وہ شان ہوگی کہ ہر شخص یہ تمثیل کرے گا کاش وہ بھی زیارت کے شرف سے سرفراز ہوتا۔ اور کیوں نہ ہو۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا سے

گا۔ آگ کو ان کے مس کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔  
زار کی منزل حوض کوثر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام حوض کوثر پر  
کھڑے ہوں گے، اس سے مصافحہ کریں گے، کوثر کے  
پانی سے اسے سیراب کریں گے۔

(بخار الانوار، جلد ۱۰، ص ۸۷، کامل الزیارات ص ۱۲۳)

۳۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی روایت ہے:

جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام سے مصافحہ کرنا چاہتا  
ہے اسے ۱۵ شعبان المعنظم کو امام حسین علیہ السلام کی زیارت  
کرنا چاہئے۔ ملائکہ اور انبیاء کی روحلیں خدا سے امام حسین  
علیہ السلام کی زیارت کی اجازت طلب کرتی ہیں اور ان کو  
اجازت دے دی جاتی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ افراد جن  
سے انبیاء مصافحہ کریں یا جوانبیاء سے مصافحہ کریں ان  
میں تو پانچ اولو العزم پیغمبر ہیں جناب نوح، جناب  
ابراهیم، جناب موسیٰ، جناب عیسیٰ اور حضرت مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین۔

(کامل الزیارت، ص ۱۸۱)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنا ہر ایک کی دلی تمنا  
ہے اور جس کو یہ شرف مل جائے خواہ خواب ہی میں کیوں نہ ملے وہ  
اپنے کو بجا طور پر نہایت خوش قسمت سمجھتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کے  
درجات کیا ہوں گے جن سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی  
علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام مصافحہ کریں۔

## یہ صراط ہموار ہو جائے گی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں ہے:  
حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی جانب سے زائر کے لئے

- تم لوگ ان سے ملحت ہو جاؤ اور ان کے ساتھ ان کے درجہ میں رہو۔ یہ لوگ رسول خدا کے پرچم کے زیر سایہ رہیں گے اور پرچم حضرت علی کے ہاتھوں میں ہو گا۔ اور یہ سب لوگ اس پرچم کے آگے آگے چلتے ہوئے بلکہ ہر طرف سے پرچم کو اپنے حلقوں میں لئے جنت میں داخل ہوں گے۔"

(بخار الانوار، جلد ۱۰، ص ۲۱، کامل الزیارات ص ۱۳۱)

زارین امام حسین علیہ السلام کی کیاشان و منزلت ہے۔ قیامت میں جس پرچم کے زیر سایہ تمام انبیاء و اوصیاء ہوں گئے زائرین کو بھی اسی پرچم کے زیر سایہ جگہ ملے گی۔

## حضرت رسول خدا حضرت علی اور انبیاء علیہم السلام مصافحہ کریں گے

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے معاویہ بن وہب سے فرمایا:  
اے معاویہ بن وہب کسی خوف سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک نہ کرنا۔ کیا تم کل ان لوگوں میں شامل ہو نہیں چاہتے جن سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ کریں؟

(کامل الزیارت، ص ۱۱۸)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک روایت میں اس طرح ہے:

اگر کوئی امام حسین علیہ السلام (کی قبر مقدس) کے پیچھے ایک نماز پڑھے وہ قیامت کے دن خدا سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ ہر چیز اس کے نور میں غرق ہو گی۔ خداوند عالم امام حسین علیہ السلام کے زائرین کی عزت و احترام کرے

ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا... پھر آنحضرت گھر کے گوشہ میں مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز ادا فرمائی، طولانی سجده کیا گریہ کیا اور دیر تک گریہ کرتے رہے۔ جب سجده سے سر بلند کیا، ہم میں سے کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ آنحضرت سے کچھ دریافت کریں۔ اتنے میں حسین کھڑے ہوئے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو پر بیٹھ گئے اور آپ سے دریافت کیا: نانا جان کس چیز نے آپ کو اس قدر رلا یا؟

آنحضرت نے فرمایا: میرے لعل آج تم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش تھا۔ اس سے پہلے اتنا زیادہ مسرور نہیں ہوا تھا۔ اتنے میں جبریل امین تشریف لائے اور انہوں نے خبر دی کہ تم لوگ شہید کئے جاؤ گے۔ میں نے خدا کی حمد کی اور اس سے خیر طلب کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ نانا جان مختلف مقامات پر ہماری قبروں کے باوجود ہماری زیارت کو کون آئے گا؟ فرمایا: میری امت کا ایک گروہ میری خوشنودی اور مجھ سے رابطہ رکھنے کی خاطر زیارت کو آئے گا۔ میں میدان قیامت میں ان سے ملاقات کروں گا اور ان کے بازو پکڑ پکڑ کر ان کو قیامت کی سختیوں اور ہولناکیوں سے نجات دلاؤں گا۔

(کامل الزیارات، ص ۵۹)

ان روایتوں پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا قیامت میں:

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ملاقات کریں گے۔

ایک فرشتہ بھیجا جائے گا جو صراطِ کو حکم دے گا کہ زائر کے لئے نرم ہو جا۔ وہ جہنم کی آگ کو حکم دے گا تیر کوئی شعلہ زائر کے قریب نہ آنے پائے یہاں تک کہ زائر گزر جائے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا بھیجا ہوا فرشتہ اس کے ساتھ ساتھ رہے گا۔

(بحار الانوار، جلد ۱۰، ص ۸۷، کامل الزیارات ص ۱۲۳)

### قیامت کی سختیوں سے نجات

قیامت کی سختیوں کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈر و تقوی اختیار کرو۔ یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی عظیم چیز ہے۔ جس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو بھول جائیں گی، حاملہ عورتیں اپنا حمل گردادیں گی تم اس دن لوگوں کو مدھوش پاؤ گے، یہ نشدیں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب شدید ہے۔“

(سورہ حج، آیت ۱-۲)

یہ تو صرف قیامت کی سختیوں کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ ان سختیوں سے نجات حاصل کرنا ہر ایک کے لئے کی بات نہیں ہے۔ لیکن ان سختیوں سے نجات حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ خداوند عالم نے جہاں اس طرح کی سختیوں کا تذکرہ کیا ہے وہیں ان سے نجات حاصل کرنے کے طریقے بھی معین فرمائے ہیں۔ اگر ہم ان سختیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان را ہوں کو اختیار کریں، ان سختیوں سے نجات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بیان ہے:

باتوں کو منسوب کر رہے ہو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

”اے ضریح لوگوں کی پرواہ مت کرو وہ جدھر جا رہے ہیں جانے دو۔ خدا کی قسم خداوند عالم امام حسین علیہ السلام کے زائرین پر فخر و مبارکت کرتا ہے۔ مقریان بارگاہ ملائکہ اور حاملان عرش اس کا احترام کرتے ہیں یہاں تک کہ خداوند ملائکہ سے کہتا ہے کیا تم امام حسین علیہ السلام کی قبر کے زائرین کو نہیں دیکھ رہے ہو، یہ کسی شوق اور جذبہ سے آئے تھے۔ یہ امام حسین علیہ السلام اور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہما کی محبت میں آئے تھے۔

میرے عزت و جلال اور عظمت کی قسم۔ میں نے اپنا عزت و احترام ان کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ میں ان کو اس جنت میں ضرور داخل کروں گا جو میں نے اپنے اولیاء، اپنے انبیاء اور اپنے پیغمبروں کے لئے تیار کی ہے۔

(بخار الانوار، جلد ۱، ص ۵۷، کامل الزيارات، ص ۱۲۳)

### حوریں انتظار کر رہی ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب زرارہ سے فرمایا:

”اے زرارہ زمین میں جو بھی مومن ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ذریعہ جتاب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہما کو خوش کرے۔“

امام علیہ السلام نے مزید فرمایا:

”اے زرارہ قیامت کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام عرش الہی کے نیچے تشریف فرماؤں گے۔ خدا ان کے

۲۔ گناہوں سے آزاد کرائیں گے۔

۳۔ قیامت کی سختیوں سے نجات دلا�ں گے۔

۴۔ جنت میں لے جائیں گے۔

اگر انسان غور کرے کہاں ہم پست ترین مخلوق، گناہوں میں غرق، روحانی امراض میں بدلانیکیوں سے خالی، نہ کوئی خاص ایمان نہ کوئی قابل عمل۔

کہاں کائنات کی سب سے عظیم فرد۔ تمام انبیاء و مسلمین کے سردار باعث خلقت کائنات۔ قیامت میں ان سے زیادہ اعلیٰ ارفع و افضل کوئی نہ ہوگا قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کی زیارت کو آئیں اس سے ملاقات کریں۔ اس کا بازو پکڑ کر ہر طرح کی سختیوں سے نجات دلا�ں اور جنت میں لے جائیں۔

کیا اس سے زیادہ کسی اور عزت و تو قیر کا تصور ہے؟

جب تک سانس آرہی ہے فرصت کو غیبت شمار کریں گرگڑا کر زیارت کی دعا کریں اگر زیارت کر چکے ہیں تو بار بار جانے کی درخواست کریں اور اگر حالات کر بلاتک جانے کی اجازت نہیں دیتے تو اپنے گھر سے ہی روزانہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کریں۔

### سب سے نمایاں شان و شوکت ہوگی

میدان قیامت میں جہاں ہر ایک اپنے مسائل میں گرفتار ہوگا وہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائرین کی شان و شوکت کچھ اور ہی ہوگی۔

ضریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مولا جب میں اپنی قوم اور رشتہ داروں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر اقدس کی زیارت کے ثواب سے آگاہ کرتا ہوں وہ مجھے جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں تم حضرت امام جعفر صادق کی طرف نظر

کی زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے۔

عرض کیا کون مظلوم؟ فرمایا:

حسین بن علی صاحب کر بلا جوشوق سے اور رسول خدا،  
جتاب فاطمہ اور جناب امیر علیہ السلام کی محبت میں ان کی  
زیارت کرے گا خدا اس کو جنت کے دسترخوان پر  
بٹھائے گا اور وہ ان کے ساتھ تناول کرے گا جبکہ بقیہ  
لوگ حساب و کتاب میں بتلا ہوں گے۔

(کامل الزیارات ص ۱۳)

زارین اور شیعوں کو جمع کرے گا تاکہ وہ عزت، احترام،  
تازگی، مسرت، شادابی کو دیکھیں اور ان باتوں کو دیکھیں  
جن کی صفتیں خدا کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہیں۔

انتنے میں جنت سے حوروں کے نمائندے ان کے پاس  
آئیں گے اور کہیں گے ہمیں حوروں نے آپ کی خدمت  
میں بھجا ہے اور عرض کیا ہے ہمیں آپ کی ملاقات کا بڑا  
شوک ہے اور آپ لوگ دیر کر رہے ہیں۔ اس سے ان  
کے سرور و احترام میں اضافہ ہوگا۔ وہ ان نمائندوں سے  
کہیں گے؟ ہم بہت جلد ان کے پاس آتے ہیں۔

(بخار الانوار، جلد ۱۰، ص ۵۷)

## ۱۰۰ الوجوں کی شفاعت کریں گے

بہت ہی کم لوگ ایسے ہوں گے جو شاید اپنے ایمان و اعمال کی  
بنیاد پر جنت میں جائیں گے۔ ورنہ ہر ایک شفاعت کی بنیاد پر ہی  
جنت میں جائے گا۔ کچھ جنت میں جانے کے لئے شفاعت کے محتاج  
ہوں گے اور کچھ جنت کے درجات میں اضافہ کے لئے شفاعت کے  
محتاج ہوں گے۔ شفاعت کا اصلی حق خداوند عالم کو حاصل ہے۔ اس  
نے یعنی منزلت محمد و آل محمد علیہما السلام کو عطا کیا ہے۔ قیامت میں ہر ایک  
محمد و آل محمد علیہما السلام کی شفاعت کا محتاج ہوگا۔ اہل بیت علیہما السلام لوگوں کی  
شفاعت کریں گے اور کچھ خوش قسم افراد ایسے بھی ہوں گے جنہیں  
محمد و آل محمد علیہما السلام کی شفاعت کچھ اس طرح نصیب ہوگی وہ خود و سروں  
کی شفاعت کریں گے۔ اس طرح کے لوگوں میں حضرت امام حسین  
علیہ السلام کے زائرین کو نمایاں منزلت حاصل ہے۔

طوس کے ایک باشندے نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
سے دریافت کیا، اے فرزند رسول، جو شخص امام حسین علیہ السلام کی قبر کی  
زیارت کرے اس کی کیا منزلت ہے؟ فرمایا:

”اے طوس کے باشندے۔ جو میرے والد حضرت امام

## سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:  
قیامت میں امام حسین علیہ السلام کے زائرین کو بقیہ لوگوں پر  
فضیلت و برتری حاصل ہوگی۔

زرارہ نے دریافت کیا، کیا فضیلت حاصل ہوگی؟ فرمایا:  
یہ حضرات بقیہ لوگوں کی بہ نسبت چالیس سال پہلے جنت  
میں داخل ہوں گے جبکہ بقیہ لوگ حساب و کتاب میں  
گرفتار ہوں۔

(کامل الزیارات ص ۱۳)

## جنتی دسترخوان

جناب ابو بصیر کی روایت ہے میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام  
یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا:

چو شخص جنت کو اپنا گھر اور مکانہ بنانا چاہتا ہے اسے مظلوم

اہل خاندان اور ایک ہزار دینی بھائیوں کے حق میں اس  
کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“  
(کامل الزيارة، ص ۱۲۳)

یہ شفاعت پانے والے افراد کی تعداد میں فرق زائر کی معرفت  
اور زیارت کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے پر ہے جبکہ آج کل کے  
زارین اہل قافلہ سے سوال کرتے ہیں آپ اپنے قافلہ میں ہمیں کیا  
کیا سہولتیں دیں گے۔ ایسے لوگ سفر زیارت کو ایک طرح کا تفریحی  
سفر خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں اس سفر میں جتنی تکالیفیں  
ہوں گی ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ افسوس ہے کہ اس امام حسین علیہ السلام  
کی زیارت میں آسانیوں اور سہولتوں کا مطالبہ کرتے ہیں جس نے خود  
میدان کر بلماں میں اتنی سختیاں اور مصائب برداشت کئے جس کی مثال  
اول و آخر میں کہیں نظر نہیں آتی ہے۔

### رحمت خداوندی میں ہوں گے

عبداللہ بن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنہ:  
جو خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے امام حسین علیہ السلام کی  
زیارت کرے گا خدا اس کو گناہوں سے اس طرح پاک  
صاف کر دے گا کویا وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا  
ہے۔ آسمان کے گوشہ گوشہ سے خدا کی رحمت اس کو گھیر  
لے گی۔ ملائکہ اس طرح اس کو آواز دیں گے: مبارک  
ہو، تم زیارت کر کے پاک صاف ہو گئے اور پھر اس کے  
خاندان میں اس کی حفاظت کی جائے گی۔“  
(کامل الزيارة، ص ۱۲۵)

حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کی زیارت اس معرفت کے  
ساتھ کرے کہ وہ خدا کے معین کردہ امام ہیں اور ان کی  
اطاعت واجب و ضروری ہے، خدا اس کے گذشتہ اور  
آئندہ گناہ معاف کر دے گا اور گناہ گاروں کے حق میں  
اس کی شفاعت قبول کرے گا۔ ان کی قبر کے پاس جو دعا  
ماں گئی جائے گی وہ ضرور قبول ہوگی۔“

(امال شمع صدق، ص ۵۲۶)

اس روایت میں ۷۰ لوگوں کی شفاعت کا تذکرہ ہے۔ ایک  
دوسری روایت میں ایسے ۱۰۰ افراد کی شفاعت کا ذکر ہے جن کے  
لئے جہنم کو ضروری قرار دیدیا گیا تھا یعنی اگر ان کو شفاعت نصیب نہ  
ہوتی تو وہ جہنم میں چلے جاتے۔

شیف تمار کی روایت ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو

فرماتے سنہ:

”قیامت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائرین ۱۰۰  
افراد کی شفاعت کریں گے جن میں سے ہر ایک کے لئے  
دوزخ ضروری قرار دے دی گئی ہے۔ یہ لوگ تھے جو  
دنیا میں اسراف کرتے تھے۔

(کامل الزيارة، ص ۱۲۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے خاندان کے افراد کے  
علاوہ ایک ہزار دینی بھائیوں کی شفاعت کرے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں ہے۔

”اگر کوئی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جائے اور وہاں قتل  
کر دیا جائے، حاکم وقت اس پر ظلم کرے اور وہ قتل ہو  
جائے تو جیسے ہی اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرے  
گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیجے جائیں گے۔ اس کے

لغت میں ”کروبی“ سردار ملائکہ کو کہتے ہیں۔

نسبت ایک نہایت معمولی سی چیز کو عظیم بنادیتی ہے۔ خانہ کعبہ، قرآن کریم، مسجد الحرام..... سب خدا کی طرف سے منسوب ہونے کی بنا پر عظیم اور لاکھ احترام ہیں۔ اس روایت میں خداوند عالم حضرت امام حسین علیہ السلام کے زار کو ”عبد الصدیق“ (میرا سچا بندہ) کہہ کر مخاطب کر رہا ہے اور اس کے لئے ”عبدی“ کا لفظ استعمال کر رہا ہے۔ بات کو اپنی طرف منسوب کر رہا ہے اور اپنا بندہ کہہ رہا ہے۔ عبدیت ایک بلند ترین منزل ہے جس کا اندازہ تشهد سے ہو جاتا ہے۔ تشهد میں حضرت رسول خدا کی رسالت کی گواہی سے پہلے ان کی عبدیت کی گواہی دیتے ہیں

اشهد ان محمدًا عبدة رسوله۔

امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر اس قدر للہیت ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو ”ثار اللہ“ کہتے ہیں اور شاید اسی مناسبت سے خدا امام حسین علیہ السلام کے زار کو ”اپنا بندہ“ عبدی کہہ رہا ہے۔

### اعلیٰ علیین میں جگہ ملے گی

جنت میں جانا ہر ایک کی تمنا ہے۔ جنت میں جانا خود ایک نہایت اہم مرحلہ ہے۔ جہنم کے عذاب سے محفوظ ہو جانا اور جنت میں چلا جانا آسان نہیں ہے اور جنت میں بلند ترین مقام و منزلت حاصل کرنا بہت ہی دشوار ہے لیکن محمد و آل محمد علیہ السلام کی ولایت و محبت وہ عظیم نعمت ہے جس کے سہارے دشوار ترین مرافق آسان ہو جاتے ہیں اور بلند ترین درجات تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے:

### کلیجہ ٹھنڈار ہے گا

دنیا میں ذرا سی گرمی ہم لوگوں سے برداشت نہیں ہوتی، ذرا سی دھوپ میں بدن پھٹکنے لگتا ہے چہ جائیدہ قیامت کی گرمی۔ ایک طرف قیامت کے مناظر کا خوف، حساب و کتاب کا اضطراب، آگ سے ابلا ہوا جہنم، لپکتے ہوئے شعلے، غصب خداوندی..... ان حالات میں اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کا کلیجہ ٹھنڈار ہے اور میدان قیامت کی حرارت سے محفوظ رہے، اس کو چاہئے کہ روز عرفہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے:

”جور و عرفہ (۶ ذی الحجه الحرام) امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت کرے گا خدا اس کے کلیجہ کو ٹھنڈار کھے گا۔“

(کامل اذیارات، ص ۱۷۰)

### ملائکہ کے سردار ہوں گے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

”جس نے عرفہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی خدا اس کو حضرت جنت علیہ السلام کے ہمراہ ہزار ہزار حج کرنے کا ثواب عطا کرے گا۔ اور خدا اس کو ”عبد الصدیق“، میرا سچا بندہ کہہ کر پکارے گا۔ میرا سچا بندہ ہے جو میرے وعدہ پر یقین رکھتا ہے اور ملائکہ کہیں گے فلاں ”صدیق“ ہے خدا نے اس کو عرش کے اوپر پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔ اور اس کو زمین میں ”کروبی“ کے نام سے پکارا جائے گا۔“

(کامل اذیارات، ص ۱۷۲)

## عزاداری، ایک خاموش جہاد

وغماں ہے۔ دل دھلانے والی خبریں نشر ہو رہی ہیں۔ لیکن کیا قدرت خداوندی خاموش ہے، ایسا نہیں ہے آدم سے لے کر خاتم تک عزاء حسین کے نام سے گونج رہی ہے جس کا ذکر راقم الحروف نے اپنے ایک مضمون میں رقم کرنے کی کوشش کی ہے عزاء حسین کل بھی ایک خاموش جہاد تھا اور آج بھی ہے۔ کل بھی وہ بعد از سانحہ عظیم کے بعد قدرت سفیانیوں کے غلط اقدام کو روشن کر آگے بڑھتی رہی اور آج بھی اسی طرح فروغ پار رہی ہے۔

کربلا کے واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ مقصود ہے کہ کتنا کمزور سمجھا تھا حق پرستوں کو، کتنا نشہ تھا زور آوروں کا۔

روز عاشورہ جب کاروان شہادت اپنے مقصد تک پہنچ گیا حضرت سید الشہداء کے انصار اقرباء شہید ہو چکے لاشے پامال ہو چکے مال و اسباب لوٹ لیا گیا خیام حسینی میں آگ لگادی گئی گویا شمن نے اپنے اس روئے زمین پر کئے جانے والے سب سے گھونٹنے اور گندے کام اپنے اختتام تک پہنچانے کی پوری کوشش کر ڈالی یہاں تک کہ اسیر ان حرم کو لوٹنے کے بعد انھیں زیر آسمان بے سایہ چھوڑ دیا گیا۔

بیزید ملعون نے ظلم کی انتہا کر کے شہدائے کربلا کی شہادت کے بعد یہ سوچا کہ اُسے بیعت نمل سکی لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کا قتل اُس کی جاہ حشم و حکومت کو قوی تر کر دے گا اور یہ گمان میں تھا کہ شہادت ہوتے ہی یہ معمر کراپنے نتیجہ پر پہنچ جائے گا یعنی اب نہ امام حسین علیہ السلام ہوں گے نہ ہی کوئی حق کا دعویٰ دار ہو گا۔ اور باطل کا زور

لفظ ”جہاد“ اپنی زبان پر جب آتا ہے تو دو گروہ کی جنگ کا ایک تصور ہے، میں اُبھرتا ہے۔ تاریخ کی آئینہ داری میں ہابیل و قابیل سے لے کر آج تک اور مستقبل کے دور دور تک وہ آثار سامنے آ جاتے ہیں جہاں یہ دنیا انسان کے خون سے کھیل رہی ہے۔ ہر طرف کمزوری کی لاشیں اور طاقتوروں کے ظلم و ستم کے مناظر بکھر جاتے ہیں۔

اسلام نے سلامتی کی آواز دی اس کی دعوت پر مستضعفین کے گروہ اس کے پرچم کے تلے جمع ہونے لگے اسی لئے قرآن نے اعلان کیا:

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا اوارث قرار دیں۔

یعنی جہاد کے معنی ظلم سے ظلم کا نکرانہ نہیں ہے بلکہ باطل پر حق پرستوں کی فتح اور اس کی حفاظت میں قربانیاں دینا بھی ہے۔ بالآخر حق کی فتح یقینی ہے اس کے لئے قرآن کا ارشاد ہے.....

اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا کہ باطل بہرحال فنا ہونے والا ہے۔

چنانچہ یہ قول تمام جمہور اسلام میں یقین کی منزل رکھتا ہے۔ کہ

جهان در انتظار توست

یعنی دنیا کے مضطراً اسی امام عصر کے انتظار میں ہیں۔

یہاں ایک طرف سفیانی فوج کے گروہ اگر وہ اور دنیا کو بر بادی کی طرف لے جانے والے ہر طرف سے امنڈر ہے ہیں۔ ایک شور

جہاد کا آغاز ہو چکا تھا۔

ہو جائے گا۔

اسیران غم نے جس وقت لباس عزاء اور حساں اور ہائے حسینا کی صدائے گریہ بلند کی کائنات کا پہلا جلوس تھا جو غم امام حسین علیہ السلام میں اٹھا اسیران کر بلما کا لباس سوگ اور صدائے گریہ ایسی تھی کہ ہر سننے والے کا لکیجہ پھٹ جائے اس لئے تمام راہ میں رونے پر پابندی لگتی رہیں اور ہائے حسینا پر تازیانہ مارا جاتا۔

رقم ہو گیا دروں کے نشان سے  
تھا پشت پہ زینب کے لکھا ہائے حسینا

یہاں قارئین کے لئے یہ بات جانا ضروری ہے کہ بالآخر یہ گریہ و زاری یہم کس طرح سے جہاد کہلایا جا سکتا ہے اگر ہم اپنی نگاہوں کے رُخ کوتاریخ کی طرف موڑیں اور کربلا کے بعد کے واقعات پر نظر ڈالیں تو ہمارے ذہنوں میں یہ بات با آسانی سمجھ آجائے گی اور ہمیں یہ پتہ چلے گا کہ میدان کربلا میں جو جہاد ہوا وہ جہاد اجتماعی تھا اور بعد کر بلما جو جہاد اسیران کر بلانے کیا وہ انفرادی تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی مظلومیت وہ مظلومیت تھی جس کو اگر کسی پتھر پر بھی بیان کر دیا جاتا تو وہ بھی پگھل کر موم ہو جاتا ہے آل محمد علیہ السلام جس کوچہ اور قریبے میں داخل ہوتے اور لوگ ہائے حسینا کی صدائے گریا کو سنتے مظلوموں کے سروں کو دیکھتے، اہل حرم کی بے لسمی اور بے کسی کو دیکھتے تو وہ بے چین ہو جاتے اُس حقیقت کو جاننے کے لئے جوان غربت زدہ افراد کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔

اہل کوفہ اپنی دعا اور مکروہ فریب میں مشہور تھے۔ یہ اندازہ لگانا کہ کون اپنا ہے کون غیر نہایت ہی مشکل تھا۔ ایسے تو کئی واقعات ہیں جن سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے جیسے کہ ایک شخص جس کا نام عبد اللہ

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ ایک بڑے انقلاب کی وہ آہٹ ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ ابھر رہی ہے۔ علی الظاہر تو اُس نے سر مبارک امام حسین علیہ السلام کو نوک نیزہ پر چڑھا کر یہی سمجھا کہ وہ جیت چکا ہے اور ہوتا بھی یہی اگر اسیران کر بلانہ ہوتے۔ مگر شہدائے کر بلما کو خون جو ان کی رگِ جاں سے ٹکا وہ اسیران کر بلما کے حوصلوں میں دوڑنے لگا۔ جس کے سبب بے پردگی اور اسیری جو کہ خود خاندان عصمت و طہارت کے لئے موت ہے اس موت کے بعد بھی باطل کے خلاف قلعہ قمع کرنے کو تیار ہو گئے۔

اب جب گیارہ محرم آئی تو یہ گیارہ محرم کا دن شہدائے کر بلما کی شہادت کا دن تو تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اسیران کر بلما کے جنگ کا آغاز بھی تھا لشکر حسین بمقابلہ لشکر یزید کل ہی کی طرح سینہ پر تھا لیکن کل تیرتوار اور نیزوں سے جنگ تھی اور آج جو جنگ شروع ہوئی اُس کے اسلحہ صبر تھا، گریہ تھا، خطبہ تھے مظلومیت تھی۔

یزید تو چاہتا ہی تھا کنہبہ امام حسین علیہ السلام کر بلما میں ہی ختم ہو جائے اس لئے اس نے این زیاد ملعون سے بارہا خیموں میں آگ لگانے کو کہا تھا کہ اس کے لیے بہانوں اور حیلوں کا میدان صاف ہو جائے اور وہ آل رسول پر بغاوت کا بہتان باندھ کر خود کو اس بدترین کام سے کنارہ کش دکھا سکے۔

لیکن عقیلہ بنی ہاشم نے اپنے ماں جائے کی پامال شدہ لاش پر جب یہ کہا کہ میرے ماں جائے تیری یہ بہن تیرے اس خون ناحق کو رائیگاں نہ جانے دے گی اور تیری مظلومیت کو گھر گھر پہنچائے گی یہی قیامت تک یزیدیت کے خلاف حسینیت کا کبھی نہ ختم ہونے والے

کے بے وفا ہونے پر اُن کو جھوڑا پھرا پنے ماجائے حسین کی بے کسی اور مظلومی کو بیان کیا جس کا اثر یہ تھا کہ چاہنے والے اپنے سینہ و سر پیٹنے لگے اور باطل پرست ایک دوسرے کی بغلیں جھانکنے لگے۔

تاریخ کہتی ہے کہ اہل حرم کا کوفہ میں ورود اور سوگواران کا اپنے عزیز اقرباء پر گریہ اہل کوفہ کو اندر رہی اندر کھارہاتھا اور انھیں یہ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا کہ اب اُن کا انجام کیا ہوگا۔ انھوں نے فرزند رسول کے قتل کی سازش میں شامل ہو کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں کو بر باد کر لیا ہے۔

اہل کوفہ میں تغیرات کا سبب وہ تاثرات تھے جو اسیر ان حرم کی عزاد اور بیان سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ اظہار غم وہ مصیبت کا بیان جو نہایت ہی دل سوز تھا لوگوں پر اثر کرتا گیا۔ بظاہر یہ بیان تھا لیکن اس کی ضرب اتنی کاری تھی کہ اہل کوفہ کے دل شکافتہ ہو کر رہ گئے تھے۔

کوفہ کا معركہ سر کرنے کے بعد جب اہل حرم شام میں داخل ہوئے تو یہ ملعون کی طرف سے پھیلائی ہوئی بدگمانی اور دروغ گوئی نے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کر رکھا تھا آنے والے افراد معاذ اللہ بے دین ہیں اور حکومت سے بغاوت پر آمادہ تھے۔

لیکن جب لوگوں نے ایسے ذواتِ مقدسے کو دیکھا جن کی پیشانی سے نور ساطع ہو رہا تھا جن کے سر نوک نیز اپر آفتاب کی مانند جلوہ گر تھے۔ انھیں کے ساتھ کچھ مستورات بھی تھیں جن کو بحوم کی موجودگی مارے ڈال رہی تھی جو زخمی تھے لیکن زبان پر بس ہائے حسین کا ورد تھا۔

یہ ملعون یہ سوچ رہا تھا کہ اتنے غم اٹھانے کے بعد انسان کی فطرت اُسے زندہ رہنے کی اجازت نہیں دیتی۔ یہی سوچ کر اُس نے جناب سید سجاد علیہ السلام کو بولنے کا موقع دے دیا۔ اُسے کیا پتہ تھا کہ یہ

بن حرج عقیل تھا جو خاندان رسالت سے مانوس تھا اُن کے چاہنے والوں میں شمار ہوتا تھا ایک بڑا تا جر تھا۔ دوران سفر جب امام حسین علیہ السلام کی ملاقات اس سے ہوئی اور آپ نے اُسے کہ بلا میں شہادت کی خبر دی تو اُس نے کہا مولا میں ابھی کوفہ سے آ رہا ہوں وہاں مسلم کو قتل کر دیا گیا ہے اور اُن کی لاش گلیوں میں پھرائی جا رہی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میں بہت خوف زدہ ہوں اور بہت ڈر گیا ہوں لہذا آپ کو میں اپنے پاس سے گھوڑے دیے دیتا ہو جو عرب کے سب سے بہترین نسل سے ہیں اور میرا سلحہ بھی۔ سب دینے کو تیار تھا لیکن خود کو نہیں۔ اُس نے اپنے

خوف کو افاقت پر ترجیح دی نہ ہی فرزند رسول کو اُس کا مال چاہیے اور نہ ہی دولت۔ امام علیہ السلام نے اُسے جانے دیا۔ دوسری جانب زہیر ابن قین کو کہ عثمانی خلافت کے قائل تھے لیکن جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام جناب علی اکبر علیہ السلام کو جناب زہیر ابن قین کی جانب بھیجا تو ان کی زوجہ نے اس بات کو باعث فخر محسوس کیا اور جناب زہیر ابن قین کو حضرت امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دینے کے لئے اصرار کیا اور بالآخر جناب زہیر ابن قین حضرت سید الشہداء کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ لہذا کوئیوں کے دل اور اُن کی تلواروں کا اندازہ لگایا جانا مشکل تھا یہی وجہ تھی کہ جب اہل حرم کا قافلہ کوفہ میں وارد ہوا تو کچھ لوگ خوشیاں منار ہے تھے تو کچھ لوگ ندب اور گریہ کرتے نظر آتے۔ ایک طرف سر امام حسین علیہ السلام مجرمات اور کرامات کا محور بنا ہوا تھا دوسری جانب اسیر ان غم جو کو اپنے عزیز اقرباء کے غم میں مغموم تھے۔

کوئیوں کے اس بھرے مجمع میں پہلی فتح تو اسیر ان غم کے گریہ و بکانے حاصل کی اور پھر دوسری کامرانی عقیلہ بنی ہاشم جناب زینب سلام اللہ علیہا کے خطبہ نے دلوائی جس میں اہل کوفہ کی سرزنش اور اُن

یہ شور و گریہ تیری حکومت کو ختم کر کے رہے گا بہتری اسی میں ہے کہ انھیں رہا کر دے۔ یزید ملعون نے اس تجویز پر عمل کرنے کو بہتر سمجھا اور اسی ران آں آل محمد علیہ السلام کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ لیکن رہائی کے ساتھ ساتھ یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں امام سجاد علیہ السلام اپنے والد کا قصاص نہ لیں کہیں وہ بھی اپنے والد کے خون ناحق کا واسطہ دیکر لشکر ترتیب نہ دیں۔

لیکن اُسے کیا پتہ تھا کہ وہ جنگ جو اُس نے تلوار سے لڑی تھی وہ ختم ہو گئی ہے اب اسی ران کر بلا کے بیانات، یزید کی ناکامی اور امام حسین علیہ السلام کی فتح کا مرانی بیان کر رہے ہیں قیدی جیت گئے قید کرنے والے ہار گئے۔

یہ عزائے حسین وہ واحد طریقہ جہاد تھا کہ جس کے اثر نے لوگوں کو مظلوموں کی حمایت اور ظالموں کی مخالفت کرنا سکھا دی۔

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں بیان کیا کہ یہ جنگ جو یزید کے مطابق کر بلا میں شروع ہوئی لیکن وہ اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک خانہ کعبہ سے جاء ا الحق و ذھن باطل کا نعرہ نہیں بلند ہو گا۔ رہائی کی خبر کے بعد یزید ملعون کے زوال تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا کام بھی عالمہ غیر معلمہ نے کر دیا۔ اور امام سجاد علیہ السلام سے کہلوا بھیجا کہ رہائی کے وقت ہم عزائے حسین علیہ السلام کو برپا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ایک کمرہ مہیا کروایا جائے۔ اس وقت شہزادی نے تمام اہل شام کو اُس مجلس میں شریک ہونے کا حکم دیا اور اُن سب کے سامنے عزائے حسین کو برپا کیا اور وہ پیغام حق کی نشوواشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا تھا لوگوں تک پہنچا کر اپنے طن کو لوٹ گئیں۔

حکومت یا یوں کہیے یزیدیت کو خبر ہی نہ تھی کہ اس کی باطل حکومت کی بنیادوں کو یہ اشک غم کمزور کرتے جا رہے ہیں۔ جہاں

موقع اُس کے لئے جی کا جنگال بن جائے گا امام سجاد علیہ السلام نے کچھ نہیں کیا سوا نے حمد پروردگار کے اور پھر اپنا اور اپنے خاندان کا مرتبہ لوگوں کو بتایا پھر اپنے پدر مظلوم کی مظلومیت بھری شہادت کا ذکر کیا۔ تاریخ کے جملہ ہیں کہ دربار میں ایک طلاطم برپا ہونے کو تھا کہ یزید نے بے وقت کی اذان دلوا کر بیان کرو کرنا چاہا لیکن بوکھلا ہٹ کے ہر قدم لڑکھراتے رہے۔ آخر کار اُس نے اہل حرم کو قید میں ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ امام سجاد علیہ السلام کے بیان سے گویا ایسا لگ رہا تھا کے شامیوں پر کسی نے آگ کے شعلے دے مارے ہوں۔ جو لوگ آل محمد کی عظمت کو جانتے تھے انہوں نے اپنے منہ پیٹے اور یزید سے اس کے اس عمل فتح پر اظہار بیزاری کیا تھی کہ زوجہ یزید نے اس کی ملامت کی جو اس جہاد کی راہ میں ایک اور کامیابی تھی۔

یہاں نے تلوار چلی نہ نیزہ نہ ہی کوئی تیر خیز سے دار ہوا۔ یہاں فضیلت بیان ہوئی آل اظہار کی اور غم بیان ہوا شہداء کر بلا کا۔ جس کے سبب دربار کے لوگ متغیر ہونے لگے۔ یہ وہ جہاد تھا جس کے سامنے ایک بڑی حکومت بے بس نظر آئی۔ اور لوگوں کے دلوں پر فتح کا مرانی کے جھنڈے گاڑے گئے اسیاز تھا حق و باطل کا اعلان تھا حسینیت کی فتح کا اظہار تھا یزیدیت کی ہار کا۔

بازار سے دربار تک دربار سے زندان تک جب تک اہل حرم شام میں رہے مسلسل گریہ زاری میں مشغول رہے۔ اُن کی آہ بکا کی صدائیں جس میں مخصوص تھی شہزادی جناب سکینہ کا اپنے بابا کو یاد کر کر کے رونا اہل شام کو ترپاتا تھا۔ اور دل ہی دل میں لوگ یزید کے لئے نفرت اور امام حسین علیہ السلام اور اُن کے خانوادہ کے لئے رغبت بڑھتی جا رہی تھی۔

اسی لئے یزید ملعون کے صلاح کاروں نے اُسے صلاح دی کہ

کناں ہے اور روتے ہیں علی اور اولاد علی علیہما اللہ کی مصیبت پر ہم ہر سال عزاداری کرتے ہیں یہ عزاداری ہماری پہچان ہے اور اس میں کیا جانے والا ہر فعل قلبی ہے۔ اس لئے اہل عزاء کے دل نسل درسل غم امام حسین علیہما اللہ میں مغموم ہوتے چلے آئیں ہیں۔ ہم اُس خاموش جہاد میں شریک ہیں جس کے بانی اہل حرم مظلوم ہیں۔ جنہوں نے سختیاں اٹھائیں خون بھایا میلیوں پیدل چلے لیکن اس مقصد کو رکنے نہ دیا اس پیغام کو گھر گھر پہنچایا اور اس جنگ کو صبر کے ساتھ خاموشی سے ٹلتے رہے۔

ہمارا کام ہے عزاداری کو برپا کرنا اور ہماری یہ ذمہ داری ہے اور ہو بھی کیوں نہ آج بھی غیبت کے پردے میں وارث حسین علیہما اللہ خاموشی سے عزاء حسینی میں مشغول ہے ہر جلوس عزاء ہر ماتم اُسی کی زیر اہتمام ہے۔ آخر وہی تو ان کا وارث ہے۔ جو کہ قرآن کریم کی آیت کے مطابق بعد ظہور:

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنادیا  
گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا  
بنا کیں اور زمین کا وارث قرار دیدیں۔

اور اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ جو مستضعفین ہیں وہ زمین کے وارث ہوں گے لہذا اس خاموش جہاد کی فتح کا اعلان عالمی طور پر خون مظلوم کرbla کے انتقام سے کریں گے۔ جس کی بنا پر آنحضرت کے قلب شکستہ کو راحت ملے گی۔

پروردگار سے دعا ہے کہ فرزند حسین علیہما اللہ حضرت جنت کے ظہور میں تعمیل عنایت فرمائے اور ہمیں عزاء حسین میں ہر وقت مشغول رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

اسیран کربلا کی آمد پر شام میں سرخ پرچم تھے آج وہیں سیاہ پرچم ہیں۔

ایک انقلاب تھا جو اشک غم کی صورت ہر جگہ سے اٹھنا شروع ہو گیا تھا۔ مدینہ میں دن و رات عزاء حسین علیہما اللہ کا اہتمام کیا جانے لگا۔ مردوں کی مجلس کا اہتمام امام سجاد علیہما اللہ علیہما اور مسٹورات میں مخدرات عصمت جناب زینب زینب و ام کشوہ سلام اللہ علیہما اور یہ سلسلہ ایک قریب سے دوسرے قریب اور ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتا گیا۔ یہ عزاء ایک ایسا جہاد تھا جس نے انسان کے قلب میں چھپے باطل کوشکوں کے ذریعہ باہر نکال پھینکا۔ اور ایک پاک شفاف دل میں خالص محبت امام حسین علیہما اللہ تھی جس نے انسان کے قلب و روح پر کامیابی کا اعلان کر دیا۔ اور سنہ ۶۱ ہجری سے لے کر آج تک عزاء حسین علیہما اللہ نشانی ہے اُس جہاد کی کہ جس کا آغاز اسیران کربلا نے کیا تھا۔

ہر دور خواہ وہ دور امام زین العابدین علیہما اللہ کا ہو یا امام موسیٰ کاظم علیہما اللہ کا یا امام حسن عسکری علیہما اللہ یا حضرت جنت علیہما اللہ کا ہو ہر دور میں مرکز غم امام حسین علیہما اللہ ہی رہا ظاہر طور پر تو اس کو روکنا ناممکن تھا کیونکہ یہ غم تمام عالم میں عام ہو چکا تھا لہذا اس کو روکنا ناممکن تھا تو اس پر پابندی لگانے کی خاطر اس کو ہر دور میں اعتراضات کا شکار بنا یا وہ جانتے تھے کہ تلوار سے زیادہ اُن لا تعداد آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسوؤں کا ہے جو سیال بُن کر باطل کو کب بھائیں جائیں کوئی بھروسہ نہیں۔

۱۳۰۰ برس گزر گئے چاہنے والوں کے زخم ابھی ویسے ہی ہرے ہیں آنکھیں اُسی طرح گریہ کناں ہیں بچے بوڑھے سبھی گریا

## ثانی زہرا شریکۃ الحسین سلام اللہ علیہا کے بعض القاب

مقدس میں پڑھی جاتی ہے جس میں آپ کے حالات اس طرح بیان کیے گئے ہیں۔

زیارت میں ہے:

سلام ہو آپ پر اے عصمت صغیر۔ میں گواہی دیتا ہوں  
اس بات کی کہ آپ نے تمام حالات، گردشوں،  
مصادب، بلیات اور امتحانات میں صبر و شکر سے کام  
لیا.....

(مظلومہ کربلا۔ سید میر حسین جعفری)

کسی شخص کے القاب اس کی خصیت کے غماز ہوا کرتے ہیں۔  
القاب کو دیکھ کر کسی فرد کے رہن سہن اور طریقہ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ القاب کے سلسلہ میں بھی یہ بات نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ فرد کو دیا جانے والا لقب کس کے ذریعہ دیا گیا ہے ورنہ ہمیں تاریخ کے کوڑے میں کئی خود ساختہ امیر المؤمنین مل جائیں گے مگر ان کے دینے والے خود بدنام زمانہ لوگ ہیں۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے القاب خاصان خدا کے عطا کردہ ہیں اس مضمون میں ہم ثانی زہرا کے القاب اور ان کی تفصیلات کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

### عصومہ اور عصمت صغیری

ولی اللہ خدا کے محبوب بندے کو کہا جاتا ہے۔ ثانی زہرا سلام اللہ علیہا کئی جہت سے اس لقب کی مستحق ہیں۔

اول: یہ کہ آپ کی عبادتیں بہت ہیں۔ آپ نے شدت آلام و مصادب میں بھی نمازوں کی ادائیگی جاری رکھی نہ صرف واجب نمازیں بلکہ مستحب نماز میں مصیبت کے دنوں میں بھی آپ کا معمول رہیں۔ ایسی عبادتوں کے مصدق اور لیاء خدا ہی ہو سکتے ہیں۔

دوم: یہ کہ بقاء دین خدا کے لئے آپ نے بے حساب تکلیف و مصادب اور عظیم قربانیاں پیش کیں۔ راہ خدا میں اذیتیں برداشت کیں اپنے دلن کو چھوڑا۔ دین خدا کی حفاظت کے لئے اپنے دونوں پچوں کی قربانی اور مردوں کی صعوبتیں برداشت کیں۔

سوم: احادیث رسول ﷺ میں مثال کے طور پر اسی حدیث کو

عصمت کے معنی گناہ اور خطاء سے محفوظ رہنے کے ہیں۔ لفظ معصوم مخصوص ہے انبیا اور اوصیاء سے اگرچہ ثانی زہرا جناب زینب صلووات اللہ علیہ کا شماران لوگوں میں نہیں ہے۔ اس کے باوجود اس ذات کے لیے گناہ یا خطاء کا مگماں بھی خود گناہ ہے، آپ کی زندگی تقویٰ زہدو پارسائی کی بہترین مثال ہے۔ آپ کا تعلق ہی خاندان عصمت و طہارت سے ہے، آپ کا تعلق اُن ذات مقدسہ سے ہے جن کی طہارت کی صفائح خود پر در دگار لیتا ہے اس کی دلیل کے لیے آیہ طہیرہ کافی ہے۔ آپ کی پرورش معصومین کی آغوش میں ہوئی ہے اور خود آپ کی آغوش میں اماموں نے پرورش پائی ہے۔ یہی نہیں آپ کی گود کے پالے آپ سے درس عصمت لے کر عصمت صغیری کے مقام کو حاصل کر سکے جیسے جناب عباس اور جناب علی اکبر وغیرہ۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا کی اس زیارت میں جو آپ کے روپ

زینب سلام اللہ علیہا کوفہ کے مجمع عام میں خطبہ ارشاد فرمائی تھیں تو آپ کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ امام علیہ السلام کو خوف ہوا کہ کہیں آپ کی روح نہ پرواز کر جائے۔ اس لئے آپ نے مودبانہ عرض کیا:

اے پھوپھی جان مناسب ہے کہ آپ خاموش ہو جائیں  
جو چیزگرگی اس سے زیادہ معتبر آنے والی چیز ہے۔ بحمد اللہ آپ تو عالمہ غیر معلمہ اور یہ مفہوم غیر مفہوم ہیں۔  
امام عالیٰ مقام کے ان جملوں سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ ثانی زہرانے کسی معلمہ کے سامنے زانوئے ادب تھے نہیں کیا۔ آپ کا علم مثل وحی تھا جو کسی اور غیر معصوم کے پاس نہیں تھا۔ یعنی اللہ کا عطا کردہ علم تھا۔ حاصل کیا ہو انہیں تھا۔

### زادہ

جناب زینب سلام اللہ علیہا کا ایک لقب زادہ ہے جس کی وجہ کثرت زہد و عبادت ہے۔ آپ کے زہد و تقویٰ کے متعلق کتاب ”سیدہ کی بیٹی“ میں مولا ناراذق الْخَیْری لکھتے ہیں:

”زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کا زہد و تقویٰ اس درجہ کا تھا کہ بہت کم عورتوں کو نصیب ہوا ہوگا۔ دنیا کی زیغتوں، دنیا کی لذتوں، دنیا کے ساز و سامان سے انہیں دلچسپی نہ تھی۔ دنیاوی خوشحالی، دنیاوی عشرت اور دنیاوی راحت پر وہ ہمیشہ ابدی راحت کو ترجیح دیتی تھیں۔“

خداۓ تعالیٰ فرماتا ہے:

**آلْمَالُ وَالْبَنُونُ زِيَّنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا**  
مال اور اولاد دنیا کی زینت ہیں۔

لے لجیئے کہ ”جو حسین علیہ السلام کو دوست رکھتے ہیں“ اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام سے محبت رکھتا ہے اللہ اس سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ کا دوست یعنی ولی اللہ ہے۔

جب امام حسین علیہ السلام منزل رحبا پر پہنچا اور حراب بن ریاحی سے ملاقات ہوئی اور حراب مظلوم کے سدرہ ہوئے تو امام علیہ السلام نے ان پر نفرین کی۔ حضرت سکینہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں یہ واقعہ دیکھ کر پھوپھی اماں کے پاس گئی اور روتے ہوئے سارا ماجرا بیان کیا تو اس موقع پر پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا نے ان الفاظ میں نوحہ واستغاثہ فرمایا: ہائے نانا، ہائے بابا علیٰ، ہائے حسن، ہائے حسین، ہائے انصار کی قلت، معلوم نہیں دشمنوں سے کیوں کرنجات ملے گی۔ اے کاش دشمن اس بات پر راضی ہو جائیں کہ میرے بھائی کے بد لے ہم سب کو قتل کر دیں۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا کے ان الفاظ سے امام حسین علیہ السلام سے آپ کی شدت محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ صرف ثانی زہر اسلام اللہ علیہا کو ہی سید الشہداء علیہ السلام سے بے انتہاء محبت تھی بلکہ آپ کی عظیم شان بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام بھی اپنی بہن سے اسی طرح کی محبت و شفقت کا اظہار کرتے تھے۔

### عالمة غیر معلمہ

اس کے معنی اسی عالمہ سے ہے جس نے کسی معلمہ سے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی ہو۔ یہ لقب آپ کو جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے دیا تھا۔ امام علیہ السلام نے جناب زینب سلام اللہ علیہا کی تسلی کے لئے اور آپ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے تھے۔ جب جناب

قرار پایا۔ یہ دونوں اعمال بہترین عبادتوں میں شامل ہیں۔ حدیث میں ملتا ہے

**كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنٌ  
بَكَشْتُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ.**

قيامت کے دن سب آنکھیں روئیں گی سوائے اس آنکھ کے جو دنیا میں خوف خدا سے روئی ہو۔

اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ کرنے کے متعلق حدیث میں ملتا ہے:

**مَنْ بَكَىْ أَوْ أَبَكَىْ أَوْ تَبَأَكَىْ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.**

جو حسین علیہ السلام پر رونے یا رلانے والے کی شکل بنائے اس پر جنت واجب ہے۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کس قدر خوف خدا سے گرفتار ماتی تھیں۔ اور جہاں تک سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ کرنے کا تعلق ہے تو آپ نے صرف اپنے بھائی کا ماتم کیا یہاں تک کہ اپنے بچوں پر بھی گرفتاری اس طرح نہیں کیا جیسے آپ مصائب سید الشہداء علیہ السلام پر رونتی تھیں۔

اس کے علاوہ آپ نے امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی بنیاد رکھی جس کی بدولت آج سارا عالم حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا غم مناتا ہے اور ان کے مصائب کو یاد کر کے روتا ہے خود یزید ملعون کے گھر میں آپ نے پہلی بار سید الشہداء علیہ السلام کی مجلس برپا کی۔ اور تا قیام قیامت عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کا انتظام کر دیا۔

اور اس زینت دنیا کو ترک کر دینے کا نام زہد ہے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے سیرت جناب سیدہ عمل کرتے ہوئے بھی مال جمع کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان چیزوں کو ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا۔ ساتھ ہی ساتھ عزیز جان دونوں بیٹوں کو بروز عاشورہ راہ خدا میں قربان کر دیا اور ان پر گریہ بھی نہ کیا یا ان کی جدائی کاغم بھی نہیں منایا۔ ان سب واقعات سے آپ کا لقب زادہ آپ کی شخصیت میں زہد کے تمام اوصاف کی ایک مکمل تعریف ہے۔

### الراضية بالقدر والقصاء

اس لقب کا مفہوم جناب زینب سلام اللہ علیہا کی شخصیت کو دیکھ کر اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ آپ نے تمام مصائب اور بلااؤں کو بڑے استقلال صبر و شکر سے برداشت کیا۔ آپ اگر خدادادقوت و اختیار کو استعمال کرتیں تو آپ پہاڑوں کو ٹکڑے کر دیتیں۔ مگر آپ نے اس اختیار کے باوجود صبر و حلم سے کام لیا اور خدا کی مردمی کے سامنے سرتسلیم خم رکھتے ہوئے عالم غربت و کلفت میں شداند اور مصائب کا استقبال کیا۔ آپ کے تقربہ الہی کا وہ درجہ تھا کہ جب حضرت سید الشہداء علیہ تھیۃ الشلاء کی شہادت واقع ہوئی اور بھائی کا خون بہتا ہوا سر مبارک نیزہ پر بلند دیکھا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں عرض کیا، "بَارَ الْهَمَّ يَأْلِمُ مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كی قربانی قبول فرم۔"

### باکیتہ

یعنی کثرت سے بکار نے والی۔ آپ کا یہ لقب خوف خدا سے اور مصیبت حضرت سید الشہداء علیہ السلام پر کثرت سے رونے کے سب

## تیسرا

عبدہ

یہ خیال ہوتا ہے کہ امام وقت جس سے نماز شب میں نہ بھولنے کی التجاکرے اس کی نماز کس پائے کی ہوگی۔

آپ کی عبادت کے بارے میں امام حسین علیہ السلام کی وصیت کا یہ جملہ کافی ہے۔ روزہ عاشورہ آخری رخصت کے وقت سید الشہداء علیہ السلام نے جانب زینب سلام اللہ علیہما سے فرمایا:

**يَا أَخْتَاهُ لَا تَنْسِي فِي نَافِلَةِ اللَّيْلِ**

اے بہن نافلہ شب پڑھتے وقت مجھے نہ بھولنا۔

اس جملے سے کئی نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

شجاعت سے مراد قلب ہے۔ حدیث میں ہے:  
**أَشْجَعُ النَّاسِ مَنْ غَلَبَ هَوَاهُ**  
سب سے زیادہ شجاع شخص وہ ہے جو اپنے برے نفس پر  
غالب آجائے۔

پہلا

اس حدیث سے جانب زینب سلام اللہ علیہما کی شجاعت ثابت ہے۔ آپ کے والد ماجد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی شجاعت مشہور ہے اور یہ شجاعت آپ کو درشت میں ملی۔ عاشورہ محرم سے قبل کا ماحول ہو یا ماں جائے حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد کے حالات، زندان شام کی مصیبتوں کے باوجود اس کے اسی مظہر اور اسی مظہر کی ایجاد کے حوالے میں اس کا اعلان کیا گیا۔ اسی مظہر کے مقتدر کو اجاگر کرنے میں ثانیتہ زہرا کا اہم کردار رہا ہے۔ یہ سب اس دلیل خاتون کی شجاعت کے سبب ممکن ہوا۔

فضل در بندی علیہ الرحمة کہتے ہیں کہ جانب زینب سلام اللہ علیہما کے ان ارشادات سے جو آپ نے ابھن زیاد اور یزید کے دربار میں فرمائے، آپ کے رعب و جلال اور دلیری کا حال ظاہر ہوتا ہے، آپ نے بھرے دربار میں یزید کو کافروں ندیق کہا۔

اسی طرح آپ کے خطبوں سے آپ کی شجاعت کا اندازہ ہوتا

اس جملہ سے جانب زینب سلام اللہ علیہما کی نماز شب کی پابندی کا پتہ چلتا ہے۔ عالم جلیل حاجی شیخ عبد بالقراء بنی کتاب کربت احمد میں المقاتل معتبرہ سے جانب زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سفر شام میں باوجود ان مصائب اور زحمتوں کے جو آپ پر پڑیں آپ نے کبھی نماز شب ترک نہیں کی۔ چونکہ آپ کی کثرت عبادت کی بنا پر نزد خداوند متعال درجات عالیہ پر فائز تھیں لہذا آپ عابدہ کے لقب سے مشہور ہیں۔

دوسرہ

امام حسین علیہ السلام اس بات سے خوب واقف تھے کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے اہل حرم کو اسیر کر دیا جائیگا اور انہیں قید خانے میں شدائد و آلام کا سامنا کرنا پڑے گا مگر یہ جملہ بتاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو لقین ہے زینب سلام اللہ علیہما مشکلات کے باوجود نماز شب کی پابندی کریں گی۔

”بی بی زینب سلام اللہ علیہا کو فن خطابت میں کمال تھا۔  
ان کا بیان درد اور تاثیر میں اس قدر ڈوبا ہوا ہوتا تھا کہ  
سامعین کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ جاتے تھے۔

اسی لئے انہیں فصیحہ و بلیغہ کہا جاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ  
قدرت نے ان کو فصاحت اور بلاught کا وہ جو ہر عطا کیا  
تھا جو بہت کم عورتوں کو ملا ہے۔ یزید کے دربار میں حاکم  
کوفہ کے روبرو اور بازار کوفہ میں بی بی زینب سلام اللہ  
علیہا نے جو تقریریں کیں وہ بتاری ہی ہیں کہ فن خطابت  
میں بی بی زینب سلام اللہ علیہا کا درجہ نہایت بلند ہے۔

”علم و فضل اور فصاحت و بلاught میں حضرت علی علیہ السلام  
اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ نشواظم دونوں میں آپ کا رتبہ بلند  
تھا۔ آپ کی تقریریں انتہا درجہ کی فصح و بلیغ ہوتی تھیں اور  
اتنی ہی دل نشین اور موثر حضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں  
فصاحت اور بلاught، صبر و استقامت اور دوران مصائب  
سکون و طمانتیت کی صفات سب سے زیادہ آپ کی  
صاحبزادی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو ملی تھیں۔ بلکہ یوں  
کہنا چاہے کہ شیر خدا کے اکثر و بیشتر صفات بی بی زینب  
سلام اللہ علیہا میں تھے۔“

اسی لئے تو آپ کا اسم ”گرامی“ ”زین۔ اب“ یعنی باپ کی زینت  
 منتخب ہوا اے اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں تیرے اسماء حسنی کو  
ورد زبان کرتے ہوئے شہزادی زینب کے ویلے سے دست بدعا ہیں  
کہ ہمارے امام جنت ابن الحسن کے ظہور میں تعجیل فرم۔ آمین ثم  
آمین۔

ہے، ان خطبوں سے آپ نے یزید کی شکست اور امام حسین علیہ السلام کی فتح  
اور حقانیت کا اعلان کیا ہے۔

### نائب زہرا سلام اللہ علیہا

جناب زینب سلام اللہ علیہا کو نائب زہرا س لئے کہا جاتا ہے  
کہ آپ جملہ صفات و فضائل میں اپنی مادر گرامی کے مثل تھیں۔ آپ  
نے عصمت و طہارت و صداقت و غیرہ کی خصلتیں اپنی مادر گرامی سے  
ورثے میں پائی ہیں۔ آپ کو یہ لقب دیے جانے کے کئی وجہات ہیں۔

اول: صحابہ کی عورتیں آپ کی رفتار و گفتار و عادات و اطوار و  
اخلاق کو دیکھ کر کہتی تھیں کہ آپ اپنی والدہ کی جانشین ہیں۔

دوم: امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آپ کا سلوک ویسا ہی رہا،  
جیسے ماں کا، اگر جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا زندہ ہوتی تو اپنے ولبد  
کے ساتھ اسی قسم کا برداشت کرتی۔

سوم: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد لوگوں نے  
حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا حق غصب کر لیا تھا اور ان کے قتل کے در  
پے ہوئے، جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ان کی حفاظت کی اسی طرح  
جناب زینب سلام اللہ علیہا نے بھی امام سجاد علیہ السلام کو ظالمین کے اقدام  
سے محفوظ رکھا اور ان کی حفاظت فرمائی۔

### الفضیحۃ والبلیغۃ

یعنی فصاحت اور بلاught کی حامل۔ آپ کی فصاحت اور  
بلاught کا حال آپ کے ارشادات اور خطبات سے ظاہر ہوتا ہے۔  
چنان رازق الخیر اپنی تالیف ”سیدہ کی بیٹی“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

## ذرہ ذرہ عزادار سید الشہداء علیہ السلام

بھی ذکر ہے۔

ہماری ذمہ داریوں کا تذکرہ ہے اور یہ بھی تذکرہ ہے کہ ان کی شہادت کے اثرات کہاں کہاں تک گئے ہیں اور کس کس نے غم منایا ہے۔ اس سلسلہ میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارتیں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ اگر انسان صرف ان زیارتوں پر نظر کرے تو باقاعدہ اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے اور کس کس نے آپ کا غم منایا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کو محدود کرنے یا اس کے اثرات کو کم کرنے کی کوئی بھی کوشش کسی بھی شکل میں ہو ہرگز کامیاب نہ ہوگی۔ کیونکہ عزادائے حسین وہ قرآنی عزاد ہے جسے مشیت الہی نے قرطاس وجود پر جو ہر عبدیت سے تحریر فرمایا ہے جس کے بار بار کے پڑھنے سے ایک نکھار پیدا ہوتا ہے اور انسان کے وجود میں شرافت لکھنے لگتی ہے۔ ذرا یاد کریے وہ سب سے پہلی مجلس جس میں خدا کے حکم سے جبریل ڈاکر تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامع تھے۔ بعد رسول خدا ذاکر تھے اور علی و فاطمہ سامع تھے۔ کیا منظر رہا ہوا اور کس طرح فضام بھی ہوگی۔

اب ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر ایک نظر کریں گے اور بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اختصار کے پیش نظر صرف دو زیارت کے بعض حصے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

شفقت الحمدشین جناب شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے اپنی گرفتار کتاب مفاتیح الجنان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے باب

حضرت ائمہ معصومین علیہم السلام سے جو روایتیں نقل ہوئی ہیں ان میں ایک اہم باب زیارت کا مشتمل ہے۔ اس موضوع پر ہمارے معتبر اور مستند علماء نے مستقل کتابیں تالیف کی ہیں اور نہایت معتبر اور صحیح السند زیارتیں نقل کی ہیں۔

عام طور سے لوگ زیارت کے ثواب پر توجہ دیتے ہیں اور زیارت میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں اور زیارت کے وقت کن الفاظ اور القاب سے اپنے امام علیہ السلام کو مخاطب کر رہے ہیں اس کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے لیکن زیارت میں جو مقام بیان کئے گئے ہیں اس کی طرف شاید کبھی متوجہ ہوتے ہوں۔ لہذا اس بات کا بھی خیال نہیں رہتا ہے کہ ہم اس زیارت کے ذریعہ اپنے امام علیہ السلام سے کیا معاہدہ اور وعدہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ احساس ہو جائے کہ ہم نے کیا وعدہ کیا ہے اور کس کو گواہ بنا کر وعدہ کیا ہے۔ تو یہ ممکن ہے کہ ہم اس پر عمل بھی کرنے لگیں۔ کیونکہ ہر شریف انسان اپنے عہدو پیمان کا خیال رکھتا ہے۔

### ہزار نکتہ باریک تر زمزما بیجا سمت

زیارت ائمہ معصومین علیہم السلام کی منزلت و عظمت کی معرفت کا بہترین اور معتبر ترین ذریعہ ہے۔ ان زیارتوں میں جہاں ایک طرف ائمہ معصومین علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا تذکرہ اور ان کی قربانیوں کا ذکر ہے وہاں ان مقاصد کا بیان بھی ہے جس کے لیے آپ حضرات نے ہر طرح کے مظالم برداشت کئے اور شہادت قبول کی۔ اسی کے ساتھ ساتھ آپ کے دشمنوں کی حقیقت اور ان کے دردناک عذاب کا

نے بھی گریہ کیا جو دیکھنی نہیں جاسکتی ہیں...“  
عرش الٰہی کی مخلوقات خداوندی میں بلند ترین منزل ہے۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں اس دنیا میں آنے سے پہلے انہم موصویں  
علیہما السلام کا قیام تھا۔ زیارت جامعہ کبیرہ میں ہے۔

**خَلَقَكُمْ اللَّهُ أَنْوَارًا فَجَعَلَكُمْ مُّحْدِقِيئِنَ۔**

”خدا نے آپ کو نور کی شکل میں پیدا کیا اور آپ کو اپنے  
عرش پر فرار دیا۔

زمین پست ترین منزل ہے جس کی تنویر و توقیر انہم موصویں  
علیہما السلام کے ورود مسعودی مرہون منت ہے۔ روحانیات و معنویات میں  
عرش بلند ترین منزل ہے جبکہ مادیات میں زمین پست ترین منزل قرار  
پاتی ہے۔ ابتداء سے انتہا تک اور ان کے درمیان جو بھی ہے سب نے  
امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا ہے۔

قابل دید اور ناقابل دید مخلوقات نے بھی گریہ کیا۔ آج کا  
انسان ہزاروں سال کی محنت کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ دنیا میں  
ایسی بھی مخلوقات ہیں جو عام آنکھ سے کیا بلکہ میکروسکوپ سے بھی مشکل  
سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہزاروں  
سال پہلے زیارت کی صورت میں اس حقیقت کی طرف متوجہ کر دیا  
تھا۔ کاش ہم زیارت کے ان مطالب پر توجہ دیتے تو علم و تحقیق کی کس  
بلندی پر ہوتے۔

### گریہ کیا ہے۔ اس کی تعریف و تمجید کیا ہے؟

گریہ کا تعلق شعور، احساس اور محبت سے ہے۔ گریہ صرف  
معمولی تاثر سے پیدا نہیں ہوتا ہے۔ گریہ غم کی وہ منزل ہے جہاں ضبط

میں سب سے پہلی جو زیارت نقل کی ہے اس کے بعض الفاظ اس طرح  
ہیں۔

یونس بن ظبیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت  
میں عرض کیا۔ میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لیے جانا چاہتا  
ہوں۔ میں کس طرح امام حسین علیہ السلام کی زیارت کروں؟

فرمایا: جب امام کی زیارت کو جاؤ آب فرات سے غسل کرو،  
پا کیزہ کپڑے پہنو، برہنے پا ہو۔ کیونکہ تم خدا اور اس کے رسول کے حرم  
میں ہو۔ اور راستہ میں چلتے وقت یہ کلمات پڑھو۔

**اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ**

صلوات پڑھو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت انسان کو خدا  
سے قریب کرتی ہے۔ تو حید کا درس دیتی ہے۔ دین سکھاتی ہے اور  
شرک سے برات کا حکم دیتا ہے۔

زیارت کے بعض فقرے اس طرح ہیں:

”میں گواہی دیتا ہوں یقیناً آپ کا پا کیزہ خون ابدی  
جنت میں محفوظ ہے۔ اس کو دیکھ کر عرش الٰہی کے  
باشدہ تحریر ہراتے ہیں اور اس پر تمام کی تمام مخلوقات  
نے گریہ کیا۔ اس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں  
نے گریہ کیا اور ان تمام چیزوں نے گریہ کیا جو آسمانوں اور  
زمینوں میں اور ان چیزوں نے گریہ کیا جو آسمانوں اور  
زمینوں کے درمیان ہیں۔ اور ہمارے خدا کی ان  
مخلوقات نے بھی گریہ کیا جو جنت یا جہنم میں تھے اور ان  
چیزوں نے گریہ کیا جو دیکھنی جاسکتی ہیں اور ان چیزوں

والوں کے لیے عظیم ہے۔“

مصیبت کی عظمت صرف ظلم اور مصائب سے تعلق نہیں ہے بلکہ اس میں مصیبت زدہ اور مظلوم کی عظمت کو بھی نظر میں رکھنا ہوگا۔

امام حسین علیہ السلام کی مصیبت تمام اہل اسلام کے لیے عظیم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر کوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی اس قدر عظیم مصیبت سے بھی متاثر نہ ہو تو وہ اہل اسلام میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ مصیبت کچھ ایسی ہے کہ اس سے آسمان اور اہل آسمان متاثر ہوئے، شدید گریہ کیا اور اہل اسلام میں ہر ایک کے لئے یہ ایک عظیم مصیبت ہے۔

ظاہر ہے آسمان اور اہل آسمان زمین میں ہونے والے واقعات سے متاثر نہیں ہوتے۔ لیکن اس واقعہ کر بلا کی عظمت یہ ہے کہ آسمانوں پر اس کا اثر چھایا ہوا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت سے صرف آسمان اور اہل آسمان غم زدہ نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے لیے نہایت عظیم مصیبت ہے۔ اگر کوئی واقعہ اہل آسمان کے لیے عظیم و جلیل ہو تو اس کی عظمتوں کا اندازہ لگانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

تاریخ کی معتبر کتابوں میں اس طرح کے واقعات مذکور ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد میدان کربلا میں دن رہتے اتنی زیادہ تاریکی چھا گئی کہ تارے نظر آنے لگے۔ یاد رہے زبردست بدیلوں میں بھی تارے نظر نہیں آتے ہیں۔ یہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا اثر تھا کہ سورج نے غم زدہ ہو کر اپنا نور سمیٹ لیا۔ اس کے بعد افق پر سرخی نظر آنے لگی۔ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے اقت اس طرح سرخ نہیں ہوتا تھا۔ شہادت کے بعد چالیس دن تک جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا۔

کرنا محال ہوتا ہے۔ دل میں برداشت کی طاقت نہیں رہتی گریہ شدت غم کی علامت ہے۔ اس کے علاوہ گریہ اس وقت ہوتا ہے جب سننے والے کا صاحب غم سے قریبی تعلق ہو۔ ورنہ دنیا میں ہر روز ایک سے ایک واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں مگر ہماری آنکھیں اشکبار نہیں ہوتی ہیں بلکہ اس کا کوئی تاثر بھی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا گریہ اس وقت ہو گا جب صاحب غم سے ایک خاص تعلق ہو۔ اور معیت شدید ہو۔

جب یاد تری آئے ہے تب آنکھ بھر آئے

یہ زندگی کرنے کو کہاں سے جگر آئے

اس کے علاوہ اشکبار وہ ہو گا جو شعور رکھتا ہو گا درد رکھتا ہو گا۔

محبت اور تعلق رکھتا ہو گا زیارت کے جملوں سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کی ہر مخلوق با شعور حساس اور دردمند ہے۔ یہ ہماری کوتاہ بینی ہے کہ ہم ان کو لا شعور یا بے حس خیال کرتے ہیں۔ اگر ان چیزوں میں شعور اور احساس نہ ہوتا تو کیوں کران کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظیم محبت کا علم ہوتا اور اگر احساس نہ ہوتا تو کیوں آپ پر شدید گریہ کرتیں! اور اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کے اثرات ان تک نہ پہنچے ہوتے تو کیوں یہ تمام مخلوقات متاثر ہوتیں۔

خداوند عالم کی ہر ایک مخلوق حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم سے غم زدہ کیوں ہے۔ اس کا تذکرہ ذرا آگے چل کر کریں گے۔ فی الحال زیارت عاشورا کے چند جملے نقل کرتے ہیں۔

”اے ابا عبد اللہ آپ کی مصیبت اور شہادت ہمارے لیے بہت ہی زیادہ عظیم اور بڑی ہے۔ بلکہ یہ تمام اہل اسلام کے لیے عظیم اور بڑی ہے۔ اور آپ کی مصیبت آسمانوں کے لیے عظیم ہے۔ بلکہ تمام کے تمام آسمان

کو معلوم ہے۔ خلقت کائنات کے سلسلے میں جو روایتیں ذکر ہوئی ہیں اس کے مطابع سے واضح ہوتا ہے اہل بیت علیہما السلام کی بنا پر یہ کائنات خلق ہوئی ہے اور انھیں کے صدقے میں اس وقت کائنات کو زندگی مل رہی ہے۔ جس کو جو پچھل رہا ہے وہ اہل بیت علیہما السلام کی بدولت اور ان کے ذریعہ مل رہا ہے۔ شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کیا بلکہ ہر شی اپنے ولی نعمت کے غم میں غم زدہ ہو کر اپنے وجود کا حق ادا کرے۔

اختصار کے پیش نظر روایت کا صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

”جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی گرانقدر کتاب بحار الانوار جلد ۵ صفحہ ۱۶۹ پر یہ حدیث اس طرح نقل فرمائی ہے۔“  
”جناب جابر جعفری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہی روایت نقل کی ہے۔

امام نے فرمایا:

اے جابر خدا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ نہ کوئی معلوم اور نہ کوئی مجہول۔ خداوند عالم نے سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کے ساتھ ہم اہل بیت کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا۔ ہم اس کے سامنے بہر سایہ کی صورت میں رہے۔ اس وقت نہ آسمان تھانہ زمین نہ مکان نہ رات نہ دن، نہ سورج نہ چاند ہمارا نور خدا کے نور سے اس طرح جلوہ گر تھا جس طرح سورج سے اس کی شعائیں۔ ہم خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اور اس کی حمد و شکر کرتے تھے اور اس کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ اس کے بعد خداوند عالم نے خلائق کی خلقت سے خلقت کا سلسلہ شروع کیا۔ مکان

درودیوار پر طلوع اور غروب آفتاب کے وقت خون نظر آتا تھا۔ اس کائنات میں کوئی ایسی شیء نہیں تھی جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی دردناک شہادت سے متاثر نہ ہوئی ہوا اور اس نے امام حسین علیہ السلام کا غم نہ منایا ہو۔ یہ اثرات ایک جذباتی اثرات نہیں تھے۔ بلکہ حقیقی اثرات تھے۔ ہر ایک شیء اس شہادت عظیمی سے غم زدہ تھی۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

معتبر کتابوں میں اس طرح کی متعدد روایتیں ملتی ہیں کہ ہر روز انبیاء علیہم السلام اور مقربین بارگاہ الہی فرشتوں کی ایک صفائح امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو آتی ہے اور واپس جاتی ہے۔ گویا ہر وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم مقدس میں انبیاء علیہم السلام اور مقربین بارگاہ خداوندی فرشتے زیارت میں مشغول رہتے ہیں۔ روایتوں میں صرف انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی زیارت کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ یہ حضرات جب زیارت کو آتے ہیں تو اس طرح آتے ہیں کہ بال بکھرے ہوئے سروں پر غبار، روتے بلکہ نہایت ہی زیادہ غم زدہ صورت میں آتے ہیں۔ روایتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ۱۳۰۰  
برس گزرنے کے بعد بھی امام حسین علیہ السلام کا غم اتنا ہی تازہ ہے جتنا ۲۱۰۰  
کی عاشورہ کو تھا۔

جب معصوم انبیاء اور فرشتوں کا یہ حال ہوتا امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کسی کی نظر میں چاہے جتنا زیادہ نظر آئے مگر درحقیقت وہ بہت ہی کم ہے۔ جناب عزیز بنارسی کا ایک شعر ہے:

لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ بہت روتے ہو  
ہم کو زہراء سے ندامت ہے کہ کم روتے ہیں  
حضرت امام حسین علیہ السلام کی غم کی گہرائی اور گیرائی کا راز تو خدا ہی

اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ خداوند عالم نے سب سے پہلے اپنے نور عظمت سے محمد اور آل محمد ﷺ کو خلق کیا۔ یہ حضرات روز اول سے ہی خدا کی تسبیح و لقنتیں کرتے تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔

جب خدا نے اس کائنات کو خلق کیا تو اس کی پیشانی پر، اپنی توحید، رسول ﷺ کی رسالت اور علی ﷺ کی امامت تحریر فرمائی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کائنات کی پیشانی پر ہمارا ہی کلمہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَمْدُهُ رَسُولُهُ عَلَيْهِ أَمْرُ الْمُؤْمِنِينَ وَصَلَوةُ آئِلَّتُهُ وَنَصْرَتُهُ۔

اب اسی سلسلہ کی ایک دوسری روایت ملاحظہ ہو۔ اختصار کے پیش نظر ترجمہ پر اتفاقاً کرتے ہیں۔

یہ روایت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مصباح الانوار کے حوالہ سے اپنی گرانقدر کتاب بخار الانوار میں ذکر فرمائی ہے۔

انس نے حضرت رسول خدا ﷺ سے نقل فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا:

”یقیناً اللہ نے مجھے اور علی کو پیدا کیا۔ فاطمہ، حسن اور حسین کو پیدا کیا جناب آدم کو پیدا کرنے سے پہلے اس وقت نہ آسمان کا شامیانہ تھا اور نہ زمین کافرش۔ نہ ظلت کا گزر تھا نہ نور کا وجود نہ سورج تھا اور نہ چاند اور نہ آگ۔“

آنحضرت نے فرمایا۔

اے چچا: جب خدا نے ہم لوگوں کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے ایک کلمہ کہا اس سے نور پیدا کیا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ کہا اس سے روح کو پیدا کیا۔ پھر نور کو روح میں ملا یا اس سے

کو پیدا کیا اور مکان پر یہ لکھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَمْدُهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْرُ الْمُؤْمِنِينَ وَصَلَوةُ آئِلَّتُهُ وَنَصْرَتُهُ۔

”اللہ کے علاوہ کوئی اور معبد و نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں علی امیر المؤمنین، اور ان کے وصی ہیں میں نے علی کے ذریعہ ان کی تائید اور ان کی نصرت کی ہے۔“

اس کے بعد خداوند عالم نے عرش کو پیدا کیا۔ اور عرش کے شامیانہ پر یہی عبارت تحریر کی۔ پھر خداوند عالم نے آسمانوں کو پیدا کیا اور اس کے کناروں پر یہی عبارت تحریر فرمائی۔ پھر جنت و جہنم کو پیدا کیا اور ہاں بھی یہی عبارت تحریر فرمائی، پھر خدا نے ملائکہ کو پیدا کیا اور ان کو آسمان میں جگہ دی۔ پھر خداوند عالم نے ہوا کو پیدا کیا اور اس پر بھی یہی عبارت تحریر کی۔ پھر خدا نے جنات کو پیدا کیا اور ان کو ہوا میں ٹھہرایا۔ پھر خداوند عالم نے زمین کو پیدا کیا اور اس کے کونے کونے پر یہی عبارت تحریر کی۔ اس بناء پر آسمان بغیر کسی ستون کے قائم ہے۔ اور زمین برقرار ہے.... پھر خداوند عالم نے آدم کو زمین کی خاک سے پیدا کیا.....

.....لہذا ہم خداوند عالم کی پہلی مخلوق ہیں اور سب سے پہلی مخلوق ہیں جس نے خدا کی عبادت کی اور اس کی تسبیح کی اور ہم ہی مخلوقات کی خلقت کا سبب ہیں ہم ہی تمام ملائکہ اور انسانوں کی تسبیح اور عبادت کا سبب ہیں۔

(بخار الانوار، ج ۷، ص ۱۶۹، ح ۱۱۲)

حسین کا نور اللہ کے نور سے ہے اور میرا فرزند حسین جنت  
اور حور العین کے نور سے افضل ہے۔“

(بخار الانوار، ج ۷، ص ۱۹۱، ح ۱۳۹)

اس حدیث سے اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ تمام کائنات محمد اور آل  
محمد علیہما السلام کے نور مقدس سے پیدا کی گئی ہے۔ تمام کائنات انھیں کے نور  
کا پرتو ہے۔ تو اہل بیت علیہما السلام سے کائنات کا رشتہ ایک حقیقی اور ابدی  
رشتہ ہے ایک جذباتی اور واقعی تعلق نہیں ہے۔ یہ تعلق والدین اور فرزند  
کے تعلق سے زیادہ قوی ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں رشتہ اور تعلق جتنا  
زیادہ گہرا اور شدید ہو گا غم کا اثر بھی اتنا ہی زیادہ عمیق اور وسیع ہو گا۔  
اہل بیت کا کائنات سے دونہایت مستحکم رشتہ ہے۔ ایک وجود کا رشتہ  
اور دوسرا ہدایت کا رشتہ لہذا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ ساری  
کائنات کو خدا کی معرفت اور اس کی تسبیح و تقدیس آں آل محمد علیہما السلام ہی کی  
تعلیم سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ رشتہ واقعی نہیں بلکہ ابدی  
ہے۔۔۔ جذباتی نہیں وجودی ہے۔ اعتباری نہیں حقیقی ہے۔ اب اہل  
بیت علیہما السلام کے غم میں اور خاص کر سید الشہداء حضرت امام حسین علیہما السلام  
کے غم میں تمام کائنات کا متاثر ہونا ایک فطری امر ہے۔ اور غم کی  
شدت رشتہ اور پیوند کی بناء پر ہے۔ رشتہ حقیقی ہے لہذا یہ غم بھی حقیقی  
ہے۔ چونکہ یہ رشتہ کبھی بھی منقطع نہیں ہو سکتا لہذا یہ غم بھی کبھی ختم نہیں  
ہو گا۔ اگر کائنات یہم نہ منائے تو ناخلف کہلائے۔

امام حسین علیہما السلام کی عظیم مصیبت سے نہ صرف کائنات متاثر  
ہے۔ بلکہ وہ حضرات سب سے زیادہ غم زدہ ہیں جو وجہ تخلیق کائنات  
ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس  
کائنات میں سب سے افضل و برتر ہیں۔ آپ کا ہر عمل خدا کی عظمت کا  
ترجمان ہے۔ آپ کا کوئی عمل عام انسانوں کے عمل کی طرح جذباتی

مجھے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو پیدا کیا۔ ہم اس وقت  
خدا کی تسبیح کر رہے تھے جب تسبیح کا وجود نہ تھا۔ اور اس  
وقت تقدیس کی جب تقدیس کا وجود نہیں تھا۔ (یعنی ہم  
نے یہ تسبیح کسی سے حاصل نہیں کی، ہمیں کسی مخلوق نے  
تعلیم نہیں دی۔)

جب خداوند عالم نے اپنی مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا۔ تو  
میرے نور کو شق کیا اور اس سے عرش کو پیدا کیا تو عرش  
میرے نور سے ہے اور میرا نور اللہ کے نور سے ہے۔ میرا  
نور عرش سے افضل ہے۔ اس کے بعد خدا نے میرے  
بھائی علی کے نور کو شگافتہ کیا اس سے فرشتوں کو پیدا کیا تو  
فرشیت علی کے نور سے ہیں اور علی کا نور اللہ کے نور سے  
ہے اور علی فرشتوں سے افضل ہیں۔

اس کے بعد میری بیٹی فاطمہ کے نور کو شگافتہ کیا اس سے  
آسانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تو آسان اور زمین میری  
بیٹی فاطمہ کے نور سے ہیں اور میری بیٹی فاطمہ کا نور اللہ  
کے نور سے ہے اور میری بیٹی فاطمہ آسانوں اور زمین  
سے افضل ہے۔

پھر خدا نے میرے فرزند حسن کے نور کو شگافتہ کیا اور اس  
سے سورج اور چاند کو پیدا کیا تو سورج اور چاند میرے  
فرزند حسن کے نور سے ہیں اور حسن کا نور اللہ کے نور سے  
ہے اور حسن سورج اور چاند سے افضل ہیں۔

پھر خدا نے میرے فرزند حسین کے نور کو شگافتہ کیا اور اس  
سے جنت اور حور العین کو پیدا کیا تو جنت اور حور العین  
میرے فرزند حسین کے نور سے ہیں اور میرے فرزند

فرمایا:

یہ حسین اور ان کے اصحاب کا خون ہے میں اس کو خدا کی بارگاہ میں لے جا رہا ہوں۔  
(تاریخ ابن اثیر، ج ۱، ص ۵۸۲ مطبوعہ بروڈ)

حضرت رسول خدا ﷺ کا اس طرح سے غم زدہ ہونا۔ بالوں کا بکھرنا اور اس پر گرد و غبار کا ہونا۔ کائنات کا غم زدہ ہونے سے کہیں زیادہ غیر معمولی ہے۔ اسی بنا پر امام حسین علیہ السلام پر ہونے والے مظالم کی شدت کا اندازہ لگانا کسی غیر کے بس کی بات نہیں ہے۔

اگر ہم حضرت رسول خدا ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور کائنات کے وجہ خلقت سے ہم آہنگ ہونا چاہتے ہیں اور اپنے وجود کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم امام حسین علیہ السلام کا غم منائیں اور شدت سے منائیں۔ حالانکہ ہم کیا اور ہمارے غم کی شدت کیا۔ اس غم میں آنسو بہانے والے تو وہ ہیں جن کے لئے مرحوم میر انس نے کہا ہے:

رو نے میں فزوں ہیں چشم سے چشم  
دریا دریا سے بڑھ گئے ہیں

نہیں ہے۔ جناب ابن عباس کا بیان ہے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کو دوپھر میں خواب میں دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ہیں اور ان پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ ان کے دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ کیا ہے؟

فرمایا:

حسین اور ان کے اصحاب کا خون ہے، آج صحیح سے میں اس خون کو چین رہا ہوں۔

عمار کا بیان ہے۔ جب ہم نے شمار کیا تو معلوم ہوا۔ یہ دن تھا جس دن امام حسین علیہ السلام قتل کیے گئے تھے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے۔

جس دن امام حسین علیہ السلام قتل کیے گئے ایک رات ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ان کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول یہ کیا ہے۔

صفحہ نمبر ۱۵ کا باقی

جو معرفت کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت کرے گا خدا اس کو اعلیٰ علیین میں قرار دے گا۔

(کامل الزیارات ص ۱۳۷)

سب جانتے ہیں کہ اعلیٰ علیین جنت کا نہایت بلند درجہ ہے۔

خداوند عالم ہم سب کو حضرت ولی عصر امام زمان علیہ السلام کے ہمراہ

بار بار امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت کا شرف عطا کرے۔ آمین لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے زیارت صرف سفر نہ ہو۔ ہم زیارت سے اس طرح واپس آئیں جس طرح ایک مریض صحیتیاب ہو کر اسپتال سے گھر آتا ہے۔ جب ہم سفر زیارت سے واپس آئیں تو تمام برے اخلاق و آداب سے صحیتیاب ہو کر اور دین و اخلاق اہل بیت علیہ السلام سے آراستہ ہو کر واپس آئیں۔

# اصحاب امام حسین علیہ السلام کا رجز اور ان کی شہادت

جو ان بھی تھے اور کم سن بھی غلام بھی تھے اور آقا بھی سب نے بغیر کسی شک و شبہ، اپنی شہادت کے مقصد کا پہلے اعلان کر دیا تھا، رجز نہ صرف ان کا مقصد ظاہر کرتا تھا بلکہ ان کی معرفت، ان کا اخلاق، ان کا تقویٰ، گویا کہ ان کی پوری شخصیت کا مکمل آئینہ تھا۔

تو آئیے میدان کر بلا چلیں، دسویں محرم ہے عاشورہ کا دن ہے۔ ظہر کا وقت ہے۔ یا اور ان حسین دشمنوں کے مقابل میں کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی شہادت کے مقصد کا اعلان کر رہے ہیں۔

## شہادت وہب علیہ الرحمۃ

وہب بن عبد اللہ بن حباب کلی اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ لشکر حسینی میں حاضر تھا اپنی ماں کی تشویق پر جہاد کے لئے تیار ہوا۔ گھوڑا میدان میں دوڑایا اور یہ رجز پڑھے۔

إِنْ تُنَكِّرُونِي فَأَنَا بُنْ الْكَلْبِ  
سَوْفَ تَرَوْنِي وَ تَرَوْنَ ضَرِبِي  
وَ حَمْلَتِي وَ مَسْوُلَتِي فِي الْحَرْبِ  
أُدْرِكُ ثَارِي بَعْدَ ثَارِي صَحِيفِي  
وَ آدْفَعُ الْكَرْبَ أَمَا الْكَرْبِ  
لَيْسَ چَاهِدِي فِي الْوَغْنِ بِاللَّعْبِ

اے وہب کی ماں میں تیری طرف سے ضامن ہوتا ہوں  
ان میں کبھی نیزہ اور کبھی توارچلانے کا یہا یہسے نوجوان کی  
ضرب ہے اپنے رب پر ایمان رکھتا ہے۔

نیروز لغت میں رجز اس شعر کو یا ان اشعار کو کہتے ہیں جسے کوئی بہادر میدان جنگ میں اترتے ہی پڑھتا ہے تاکہ وہ اپنا تعارف کرا کے جنگ کا مقصد بیان کر سکے کہ آیا اس کی لڑائی دولت کے لئے ہے یا سرمایہ کے لئے زمین کے لئے یا زر کے لئے کفر کے لئے ہے یا ایمان و حفاظت دین کے لئے ہے چاہے جو مقصد ہو، کسی سپاہی کا رجز یہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ میدان میں کیوں اپنی جان کی بازی لگا رہا ہے۔

بعض علماء الحسنۃ امام حسین علیہ السلام اور ان کے جانشیر ساتھیوں کی عظیم شہادت کے درج کو مکتوب نہ کی نیت سے کر بلا کی عظیم جنگ کو دو شہزادوں کی جنگ کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ تو دو شہزادوں کی جنگ تھی اور ان کا مقصد ریاست شام حاصل کرنا تھا اس میں مذہب کا کیا لینا دینا؟ اس بے بنیاد تہمت کے جواب کے لئے صرف رجز شہداء کر بلا کافی ہیں اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی عاقل انسان ان رجز کو پڑھتے تو وہ غور کرے گا کہ ان عالی شخصیتوں کو اگر کسی چیز کی فلک تھی تو وہ صرف اور صرف خدا کے دین اسلام کی حفاظت کی اور اس دنیاۓ فانی کی مٹ جانے والی لذتیوں کی انہیں بالکل پرواہ نہ تھی۔ یہ کہنا حقیقت سے بعید نہ ہوگا کہ وہ دنیوی چیزیں جیسے ماں، دولت، سرمایہ، حکومت وغیرہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے اور اصول و فروع مذہب اسلام کو انہوں نے اپنا مقصد حیات اور ہیئتگی کی زندگی کا ذریعہ بنایا تھا۔ شاید اہل بیت علیہ السلام کی محبت نے انہیں جنت کے باغات کی سیر کر ادی تھی اور انہیں یقیناً دلادیا تھا کہ اگر ان عطر بھرے باغات کو خریدنا ہے تو اپنی جانوں کو آل رسول علیہ السلام کے قدموں میں نثار کر دینا ہوگا۔ یا اور ان حسین مظلوم میں بچے بھی تھے اور بوڑھے بھی،

إِلَيْكَ يَا نَفْسُ مِنَ الرَّحْمَنِ  
فَأَبْشِرْ مَعَ الْرُّوحِ وَالرَّجَاحِ  
الْيَوْمَ تَجْزِينَ بِالْأَحْسَانِ  
تَجْهَىءَ نَفْسَ خَدَائِ رَحْمَنِ كَيْ طَرْفَ سَرَوحِ وَرِيحَانِ  
كَيْ بَشَارَتْ هَوَاجَ تَجْهَى نِيْكَيْ كَابْدَلَهَ مَلَهَ گَاهَ  
كَرَكَ شَهِيدَ هَوَىَ - پَھْرَانَ كَابْيَا خَالِدَ بْنَ عَمْرَوْ مِيدَانِ  
لَکَلَ.

### خالد بن عمر و صیداوى کا رجز اور شہادت

میدان میں آکر خالد بن عمر و صیداوى نے رجز پڑھا:

صَبَرًا عَلَى الْمَوْتِ يَبْنِي وَ قَطْطَانِ  
كَيْ مَاتَكُونُوا فِي رِضَى الرَّحْمَنِ  
يَا أَبْتَأْ قَدْصِرَتْ فِي الْجَنَانِ  
فِي قَصْرِ دُرِّ حَسَنِ الْبُنْيَانِ

ایے بنی قحطان موت پر صبر کرو، تاکہ خدائے رحمن کی رضا  
میں داخل ہو جاؤ، اے بابا آپ تو جنت میں جا پہنچ، ایے  
قصرو محل میں جوموتی سے بنا ہے، اور اس کی بنیادیں  
بہترین ہیں۔

پس وہ جہاد کر کے شہید ہوئے۔

ہم سب حضرت امام حسین علیہ السلام کے وسیلے سے خداوند تعالیٰ  
سے دست بدعا ہیں کہ ان کے نتفق خون حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے  
ظہور میں تجھیل فرمائے اور ہم سب کو ان کے ساتھ مل کر آئمہ معصومین  
علیہما السلام پر کئے گئے مظالم کا بدلہ لینے کی توفیق عنایت فرمائے۔

پس انیس سوار اور بارہ پیادوں کو قتل کیا اور کچھ دیر تک جنگ  
کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ قلم کر دیئے گئے۔ اس  
وقت ان کی ماں نے خیمه کا ستون لیا اور میدان میں چل گئی اور کہا  
اے وہب میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ جتنا ہو سکے جنگ کرو  
اور حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنوں کو دفع کرو۔ وہب  
نے چاہا کہ اسے واپس کر دے۔ وہب کی ماں نے اس کا دامن پکڑ لیا  
اور کہنے لگی: میں واپس نہیں جاؤں گی۔ جب تک تیرے ساتھ اپنے  
خون میں نہ نہالوں امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا تو فرمایا اہل بیت  
علیہ السلام کی طرف سے خدا تمہیں جزاۓ خیر دے عورتوں کے خیام کی  
طرف پلٹ جاؤ۔ خدا تم پر رحم کرے پس وہ خاتون خیام کی طرف  
واپس گئی اور وہ بکبی نوجوان جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا۔ راوی کہتا  
ہے کہ وہب کی بیوی اس کی شہادت کے بعد بے تاب ہو کر اپنے شوہر  
کی طرف دوڑی اور اپنا منہ اس کے منھ پر رکھ دیا۔ شمر ملعون نے اپنے  
غلام سے کہا اور اس نے اس کے سر پر گرز مار کر اسے اس کے شوہر کے  
ساتھ ملخت کر دیا۔ پہلی عورت تھی جو شکر سید الشہداء علیہ السلام میں شہید  
کر دی گئی۔

### عمرو بن خالد ازدی صیداوى کا رجز اور شہادت

عمرو بن خالد ازدی صیداوى عازم میدان ہوئے امام  
حسین علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں۔  
اے ابا عبد اللہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے اصحاب پر جو شہید  
ہو گئے ہیں ان سے جاملوں۔ اور مجھے یہ پسند نہیں کہ زندہ رہ کر آپ کو  
تہا شہید ہوتے دیکھوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ نے  
اجازت دی اور فرمایا ہم بھی تھوڑی دیر میں تم سے آملتے ہیں۔ وہ  
سعادت مند میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

# حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور زائرین حضرت امام حسین علیہ السلام

فَارْحَمْ تِلْكَ الْوُجُوهَ الَّتِي غَيَّرَتْهَا الشَّمْسُ وَارْحَمْ تِلْكَ الْخُودَوَدَ الَّتِي تَقْلَبَتْ عَلَى قَبْرِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ  
الْحُسَيْنِ عَوْارِحَمْ تِلْكَ الْعُيُونَ الَّتِي جَرَثَ دُمُوعُهَا رَحْمَةً لَنَا وَارْحَمْ تِلْكَ الْقُلُوبَ الَّتِي جَزِعَتْ وَ  
احْتَرَقَتْ لَنَا وَارْحَمْ تِلْكَ الصَّرْخَةَ الَّتِي كَانَتْ لَنَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَوْدُعُكَ تِلْكَ الْأَنْفُسَ وَتِلْكَ  
الْأَبْدَانَ حَتَّى تُرَوَّيْهُمْ مِنَ الْحَوْضِ يَوْمَ الْعَطَشِ

خدا یا ان چہروں پر رحم کر جو سورج سے متغیر ہو جاتے ہیں، رحم کران ر خساروں پر جو امام حسین علیہ السلام کی قبر پر  
لوٹتے ہیں، رحم کران آنکھوں پر جو ہمارے لئے اشکبار ہوتی ہیں، رحم کران دلوں پر جو ہمارے لئے غم زده و سوگوار  
ہوتے ہیں، رحم کران فریادوں پر آہ و بکار پر جو ہمارے لئے بلند ہوتی ہیں، خدا یا میں ان لوگوں کو اور ان اجسام کو تیری  
حافظت میں دیتا ہوں یہاں تک کہ تو ان کو حوض کوثر سے سیراب فرمائے۔

(ثواب الاعمال، ص ۹۵)